اعضاء کا زنا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذَالِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَتَمَنّٰى وَتَشْتَهِیْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَالِكَ وَيُكَذِّبُهُ)) [متفق عليه]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کے بیٹے پر زنا کا حصہ لکھا ہے، وہ اس کو ضرور پہنچے گا۔ پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور جب کہ نفس آرزو اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کو سچا کرتی ہے یا جھوٹا کرتی ہے۔''

دین کے بنیادی اصول⑩

شیخ ابن جبرین فرماتے ہیں: سلف صالحین اور متاخرین اہل السنۃ کا اتفاق ہے کہ رؤیت باری تعالیٰ کھلی آنکھوں سے اور واقعی ہوگی۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے بالکل کسی صفت اور خصوصیت میں مشابہت نہیں رکھتا۔ یہ واقعہ روز قیامت اور جنت میں پیش آئے گا جیسے اللہ تعالیٰ چاہے۔ میدان محشر میں سچے مومنوں اور ان کے ساتھ ساتھ ظاہری ایمان والوں کو بھی دیدار نصیب ہوگا، جب کہ جنت میں یہ دیدار صرف مومنوں کے لیے خاص ہوگا۔ کچھ کو صبح وشام اور کچھ کو ہفتہ میں ایک بار، اسی دن کو یوم مزید کہتے ہیں۔ جنتیوں کے لیے یہ دیدار سب سے بڑا انعام ہوگا، اسی لیے کفار کو ان کا رب حجاب کرکے سزا دے گا۔ پھر یہ بھی ہے کہ حقیقی آنکھوں سے یہ دیدار ہوگا، جیسا کہ قرآن واحادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

معترضین کے جواب میں شیخ فرماتے ہیں: دنیا میں انسان دیکھنے سے کمزور ہے جب کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیدار کی قوت عطا فرمائیں گے۔[التعلیقات علی متن لمعۃ الاعتقاد: ص ۱۱۰، ۱۱۳]

اس مسئلہ کی کچھ تفصیلات آئندہ مباحث میں بھی آئیں گی۔

''سنت کا ادراک عقل اور خواہشات نہیں کرسکتیں۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کی عقل غیبی امور کی اصل کیفیت پہچاننے سے، اسی طرح احکام اور ان کی مصلحتوں کو پہچاننے سے قاصر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم کیوں دیا ہے۔

یہاں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو بعض فرائض اور محرمات پر اعتراض کرتے اور اس کی قانونی حیثیت پر شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں، مثلاً: بیت اللہ کا طواف، حجر اسود کو بوسہ دینے، صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا، شیطان کو پتھر مارنا وغیرہ کہ ان کی حکمتیں کیا ہیں؟ اسی طرح سود کی حرمت جب کہ اس کا لین دین رضامندی سے ہوتا ہے، اسی طرح رضامندی سے ہونے والا زنا، نیز شراب پینا کہ یہ دل کو مسرور کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

علماء رحمہم اللہ نے اپنی وسعت علمی کے مطابق امور شریعت کی حکمتیں اور مصلحتیں واضح کی ہیں، لیکن بعض معاملات میں خاموش رہے، البتہ ان کا عقیدہ یہی تھا کہ یہ حکم بھی عین مصلحت کے مطابق ہے۔ بہر حال وہ علماء بھی یہ کہنے پر مجبور تھے: ہم میں غیبی امور کا ادراک کرنے کی ہمت نہیں۔ (قبر میں عذاب یا نعمتیں، روح کی صفات اور اس کا دنیا اور برزخ میں انسان کے ساتھ ملنا، اسی طرح قبروں سے اٹھنے اور حشر میں جمع ہونے اور اس کے بعد کی کیفیات) انہیں تسلیم کرنا اور ان کی پیروی کرنا ضروری ہے، خواہش پرستی اور ان پر اعتراض چھوڑ دینا چاہیے جو صرف گمان اور سرسری نظر دوڑانے سے ہوتا ہے۔ تسلیم ورضا کا آخری درجہ یہی ہے۔ واللہ اعلم

فہرست

جانا ہی چھوڑ دیں......

اداریہ ——— محمد سلیم چنیوٹی

۱۲/مارچ ۲۰۱۰ء بروز جمعۃ المبارک لاہور کے آر اے بازار میں ۲ خودکش بمباروں نے دھماکے کر کے چالیس پچاس بے گناہوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ نیز سو کے لگ بھگ زخمی ہو کر ہسپتالوں میں پہنچ گئے۔ دہشت گردی کی شدت اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ چند ہی دنوں میں ملک دشمن طاقتوں نے یکے بعد دیگرے آٹھ دھماکے کر کے زندہ دلانِ لاہور کو دہشت زدہ کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔

کراچی میں بھی ٹارگٹ کلنگ کا مذموم مظاہرہ ہو رہا ہے اور اس شرمناک فعل کی زد میں علمائے کرام مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) اپنے ساتھیوں سمیت اور ایک دوسرے حملے میں مولانا عبدالغفور ندیم اور ان کے بیٹے فائرنگ کر کے شہید کر دیے گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

اخبارات کی خبریں پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کچھ ہی دن قبل دہشت گردوں کے لاہور میں داخلے کی خبریں چھپی تھیں اور ان کی تعداد تک بھی بتا دی گئی تھی۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ لاہور میں کس راستے سے داخل ہوئے اور کہاں ان کا ٹھکانہ ہے۔ پھر ماڈل ٹاؤن میں اس خبر کے آنے کے بعد ۸/مارچ کو دھماکہ ہو گیا جس میں پندرہ افراد لقمۂ اجل بن گئے۔ اس کے بعد ۱۲/مارچ کو لاہور میں بارہ گھنٹوں کے اندر نصف درجن سے زائد دھماکے ہو جاتے ہیں مگر مشتبہ افراد ہی گرفتار ہوتے ہیں۔ اصل ملزمان موقع پر گرفتار ہوتے دکھائی نہیں دیتے۔

اصحابِ درد امریکی بلیک واٹرز کی پاکستان میں موجودگی کا متعدد بار اظہار کر چکے ہیں بلکہ بعض سیاسی لیڈر اور حکمران بھی ان کے موجود ہونے سے انکار نہیں کرتے۔ یہ بدنام زمانہ تنظیم جس طرح ملک میں دندناتی پھرتی ہے اور ان کے قدوم شیطنت لزوم کے بعد بعض حساس مقامات پر دھماکے ہونے شروع ہو گئے ہیں یہ سب وطن عزیز کو امریکی تسلط میں کرنے کی سازش معلوم ہوتی ہے۔ جس طرح ۱۲/ربیع الاوّل کو فیصل آباد اور ڈیرہ اسماعیل خان میں فرقہ وارانہ فسادات میں مسلمانوں کو الجھانے کی ناپاک کوشش کی گئی اسی طرح طاغوت فرقہ واریت کو ہوا دے کر وطن عزیز کو غیر مستحکم کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہا ہے۔ اس نے اپنا ہدف پاکستان کا عدم استحکام ہر قیمت پر جاری رکھنا ہے۔ بھارت اور اسرائیل تو اس کے معاون ہیں ہی، لیکن سب سے زیادہ نقصان کا باعث وہ غدار ہیں جو طاغوت کا کھا کر ان بہیمانہ کارروائیوں میں محض چند ٹکوں کی خاطر اس کے معاون و مددگار بن جاتے ہیں۔

نام نہاد دہشت گردی کے نام سے قتل و غارت گری پہلے کراچی سے لسانی بنیادوں پر شروع کی گئی۔ پھر فاٹا کے علاقوں میں نام نہاد دہشت گردی کی جنگ کو پھیلایا گیا اب اس جنگ کے الاؤ کو دشمن لاہور تک لے آیا ہے۔ اس سے مسلمان کو مسلمان کے خون کا پیاسا ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی آڑ میں مسلمانوں کے امن و آشتی والے مذہب اسلام کو طاغوت اپنے ناپاک منصوبے سے داغ دار کرنے کی کوششیں سرانجام دے رہا ہے۔

دوسری طرف طاغوت آئے روز ڈرون حملوں سے قبائلی علاقوں میں بے گناہوں کی لاشیں گرا رہا ہے۔ یہ اس کی منصوبہ بندی ہے کہ وہ ڈالروں کے انبار تقسیم کر کے اپنے کارندوں سے ناپختہ ذہن کے نوجوانوں کی برین واشنگ کر کے خودکش حملوں کے لیے تیار کرتا اور ٹارگٹ کلنگ جیسے واقعات کرواتا ہے۔ فتنوں کے اس دور میں اس کا سبب شامت اعمال کے سوا عقل کچھ سمجھنے سے قاصر ہے لیکن افسوس ہے کہ آئے روز اندوہناک واقعات کے باوجود ہماری حکومت اور سیاسی جماعتوں کی قیادت اصلاحِ اعمال و احوال کی طرف نہ توجہ کرتی ہے اور نہ انہیں اس کا احساس ہی ہوتا ہے۔

پاکستان کا استحکام، ترقی اور معیشت کا اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا طاغوت کے لیے ہمیشہ پریشانی کا باعث رہا ہے۔ گزشتہ دنوں افغان صدر حامد کرزئی پاکستان

کے دورے پر آئے اور انہوں نے کہا کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان ناگفتہ بہ حالات کے باعث اگر جنگ تک نوبت پہنچی تو افغان سرزمین بھارتی فوج کو استعمال نہیں کرنے دی جائے گی۔ یہ اعلان کر کے بھارتیوں کو انہوں نے بہ ظاہر ناراض کر دیا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ بات محض زبانی کلامی نہ ہو......!

دہشت گردی کے واقعات میں بھارتی اسلحے و بارود استعمال ہونے کی خبریں اخبارات میں پڑھنے کو ملتی ہیں تو اس بات میں شک نہیں رہ جاتا کہ بھارت سے پاکستان کے دریاؤں میں حصے کا پانی نہ چھوڑنے پر جو مطالبات کیے گئے ہیں اور اس کی بازگشت عالمی سطح پر سنی گئی ہے۔ امسال پانچ فروری کو یوم یکجہتی کشمیر کے حوالے سے جو ملک گیر احتجاج ہوا اس کے بعد بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ فوراً سعودی عرب چلے گئے۔ کیوں کہ انہیں معلوم ہے کہ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ پاکستان کا ہر معاملے میں دکھ سکھ کا ساتھی، مونس و غم خوار ہے اور پاکستان اس کی بات کو رد نہیں کرتا۔ عالمی سطح پر اس بات کو اب تسلیم کیا جا چکا ہے کہ دنیا عمومی طور پر اور مسلم امہ خصوصی طور پر دہشت گردی کی جنگ میں دھنسا دی گئی ہے۔ مگر عالمی امن کے ٹھیکے داروں کو کشمیر پر بھارت کا ظالمانہ قبضہ اور سری نگر میں ظلم و ستم نظر نہیں آتا۔ پاکستان کی معیشت خصوصاً یہاں کی زراعت کے لیے پانی کی روک تھام سے عالمی مسائل حل کرنے والوں کو یہ دکھائی نہیں دیتا کہ بھارت کس قدر ظلم و ستم کر رہا ہے۔

....

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امریکی و بھارتی گٹھ جوڑ کبھی پاکستان کے مفاد میں نہیں رہا۔ کیوں کہ کافر تو کافر ہی کا ساتھ دیتا ہے۔ پاکستان کی سرزمین پر امریکیوں کے لیے ہر شعبے میں آنے جانے کے راستے جس طرح کھلے رکھے جاتے ہیں اور ان کے لیے جس طرح پروٹوکول فراہم کیا جاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم امریکی پذیرائی کی اس پالیسی کو غیرت کے چولھے میں رکھ کر اس پر نظر ثانی کریں جب کہ اس کے برعکس پاکستانی وفود جب امریکی سرزمین پر جاتے ہیں تو ان کو چیک کرنے کے جو شرم ناک طریقے بنائے گئے ہیں پاکستانیوں کو چاہیے کہ غیرت مندی دکھاتے ہوئے وہاں جانا ہی چھوڑ دیں۔ اللہ ہی جانے یہ دوہرا رویہ ہمارے حکم ران کس دل و دماغ سے برداشت کر جاتے ہیں؟

....

دھماکوں کے ذریعے کی جانے والی خون ریزیاں جہاں مذمت کا تقاضا کرتی ہیں وہاں یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ امریکی خوشنودی کے لیے ہم نے کیا کچھ نہیں کیا؟ لیکن وہ اب بھی ناخوش ہے اور اس نے ناخوش ہی رہنا ہے۔ غیر مشرف سابقہ صدر نے ہمیں جس ذلت و نکبت سے امریکی جنگ میں دھنسایا اور اپنے ہی بھائی بند امریکی ایجنٹوں کو ڈالروں کے عوض جس طرح پیش کرتے رہے وہ ملکی تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے۔ وزیرستان، مالاکنڈ اور سوات میں آپریشن کر کے ہماری بہادر افواج کے امیج کو جس طرح مجروح کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے اکثر دھماکوں میں آج کل نشانہ بھی فوجی اداروں کو بنایا گیا ہے۔ یہ دھماکے راولپنڈی جی ایچ کیو تک کیے گئے اور بڑے رینک کے افسروں کو جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر لاہور کی ایف آئی اے بلڈنگ، ریسکیو ون فائیو، اب تازہ ترین پولیس کے تفتیشی مرکز میں دھماکہ اور لاہور چھاؤنی کے علاقے آر اے بازار میں فوجی گاڑی اور ایک مسجد میں کرائے گئے۔ یہاں بھی فوجیوں کی اکثریت نماز کے لیے آتی ہے۔ ان نام نہاد اور مذموم دھماکوں میں سیکڑوں جانیں تلف ہو گئیں۔ بے شمار بچے یتیم اور کئی سہاگنوں کے سہاگ لٹ گئے اور کئی معذور ہو گئے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اب اس نام نہاد امریکی جنگ کو ختم کر دیں اور امریکہ پر بے جا کیے گئے اعتماد و محبت کو جھٹک کر ختم کر دیں کہ اس جنگ میں ہمارا ناقابل تلافی نقصان ہو چکا ہے۔ چہ جائیکہ امریکہ سے ڈالرز مانگتے ہی زندگی تمام نہ ہو جائے۔ ہمیں ان امریکی مشیروں، سینیٹروں، اور وطن دشمن تنظیم بلیک واٹر اور ہالبروک و رابرٹ گیٹس وغیرہ جیسے خود غرض جفاکشوں پر اپنے وطن کے گیٹ بند کرنے ہوں گے تاکہ اپنے وطن میں ہونے والے دھماکوں سے ہم محفوظ رہ کر اپنی جانوں کو بچا سکیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے کارپردازانِ حکومت کو اپنا نفع و نقصان سمجھنے اور وطن عزیز کے استحکام و ترقی کی راہ پر گام زن ہونے کی توفیق دے، آمین یا ربّ العالمین۔

درسِ قرآن

سورۃ البقرۃ ⑧

...... اردو ترجمہ ......

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمہ اللہ (م:۱۲۳۰ھ)

...... حواشی ......

①......احادیث التفاسیر (حضرت مولانا حافظ حمید اللہ میرٹھی رحمہ اللہ ۔ م:۱۳۳۰ھ)

②......احسن الفوائد (مولانا ڈپٹی سید احمد حسن صاحب دہلوی رحمہ اللہ ۔ م:۱۳۳۸ھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

﴿وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ
قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (٦٧)
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ
لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا
تُؤْمَرُوْنَ (٦٨) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ
يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ (٦٩) قَالُوا
ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَ اِنَّآ اِنْ
شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ (٧٠) قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ
الْاَرْضَ وَ لَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ
جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَ مَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ (٧١) وَ اِذْ قَتَلْتُمْ
نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَ اللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (٧٢) فَقُلْنَا
اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (٧٣) ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ
كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ
الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا
يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (٧٤)
اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ
اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ (٧٥)

''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا: اللہ تم کو فرماتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، بولے کیا تو ہم کو ٹھٹھے (مذاق) میں پکڑتا ہے، (موسیٰ نے) کہا اللہ کی پناہ کہ میں نادانوں میں سے ہوں۔ بولے ہمارے واسطے اپنے ربّ کو پکار کہ ہم کو بیان کر دے وہ کیسی ہے، کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ نہ بوڑھی اور نہ بن بیاہی (کنواری) ایک گائے ہے ان کے بیچ میانہ ہے اب جو تم کو حکم ہے کرو۔ بولے کہ ہمارے واسطے اپنے ربّ کو پکار کہ ہم کو بیان کر دے اس کا رنگ کیسا ہے، کہا وہ فرماتا ہے وہ زرد ڈہڈھا (شوخ) گائے ہے دیکھنے والوں کو اس کا رنگ خوش آتا ہے۔ بولے ہمارے واسطے اپنے ربّ کو پکار، ہم کو بیان کر دے وہ گایوں میں کس قسم میں ہے، ہم کو شبہ پڑا ہے، اور اللہ نے چاہا تو ہم راہ پالیں گے۔ کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک گائے محنت والی نہیں ہے کہ زمین کو جوتتی ہو یا کھیت کو پانی دیتی ہو، بدن سے پوری ہے اس میں کچھ داغ نہیں، بولے اب تو ٹھیک بات لایا پھر اس کو ذبح کیا اور لگتے نہ تھے کہ کریں گے۔ ❶ اور جب تم نے ایک شخص مار ڈالا تھا پھر ایک دوسرے پر دھرنے لگے اور اللہ کو نکالنا (ہے) جو تم چھپاتے تھے۔ پھر ہم نے کہا اس گائے کا ایک ٹکڑا اُس مردے کو مارو، اسی طرح اللہ مردے جِلائے (زندہ کرے) گا اور تم کو اپنے نمونے دکھاتا ہے شاید تم بوجھو۔ ❷ (۱) پھر تمہارے دل اس سب کے بعد سخت ہو گئے سو وہ پتھر جیسے یا ان سے بھی سخت ❸ (۲) اور پتھروں میں تو وہ بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں اور ان

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَا بَعۡضُهُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ قَالُوۡۤا اَتُحَدِّثُوۡنَهُمۡ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیۡكُمۡ لِیُحَآجُّوۡكُمۡ بِهٖ عِنۡدَ رَبِّكُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (۷۶) اَوَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ وَ مَا یُعۡلِنُوۡنَ (۷۷)

میں تو وہ بھی ہیں جو پھٹتے ہیں اور ان سے پانی نکلتا ہے اور ان میں تو وہ بھی ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمہارے کام سے بے خبر نہیں۔ اب کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ تمہاری بات مانیں اور ان میں سے ایک لوگ تھے کہ اللہ کا کلام سنتے پھر اس کو بوجھ (سمجھ) کر بدل ڈالتے اور ان کو معلوم ہے۔ اور جب مسلمانوں سے ملتے ہیں، کہتے ہیں ہم مسلمان ہوئے اور جب ایک دوسرے کے پاس اکیلے ہوتے ہیں، کہتے ہیں تم ان سے کیوں کہہ دیتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولا ہے کہ تم کو تمہارے ربّ کے آگے اس سے جھٹلائیں کیا تم کو عقل نہیں۔ ❹ کیا اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ کو جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں معلوم ہے۔ ❺(۳)

احسن الفوائد

❶: بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا لیکن اُس کا قاتل معلوم نہ ہوا، اُس کے وارث ہر کسی پر دعویٰ کرتے ،اللہ تعالیٰ نے اس طرح اُس مردے کو زندہ کیا تو اُس نے بتایا کہ ان وارثوں ہی نے مارا تھا۔

❷: یعنی اُن کی الٹی سیدھی حجتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس بیل کو ذبح نہ کریں گے، یا اس سبب سے کہ اس کی قیمت نہ دے سکیں گے۔

کیوں کہ بعضوں نے کہا ہے کہ اس کی قیمت بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچی تھی کہ اُس قدر بیل کی کھال میں جس قدر مشک بھر جائے اُتنا مشک اس کی قیمت ہے۔

آخر انہوں نے مجبور ہو کر خریدا اور اُس کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم پر مارا چنانچہ مقتول تھوڑی دیر زندہ رہ کر اپنے قاتلوں کی نشاندہی کر کے پھر مر گیا۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اُس بیل کی زبان مقتول پر ماری تھی یا کسی اور جگہ کا گوشت مارا تھا۔

احادیث التفاسیر

(ف ا): بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت مال دار تھا اور اس کی اولاد نہیں تھی بھتیجا وارث تھا اُس نے چچا کو قتل کر دیا اور اُس کی لاش ایک اور شخص کے دروازے پر رکھ دی۔ صبح کو اُس گھر والوں پر خون کا دعویٰ کیا چنانچہ وہ لوگ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے۔

ایک عقل مند آدمی نے کہا تم کیوں لڑتے ہو اللہ پاک کے رسول یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود ہیں ان کے پاس یہ مقدمہ لے جاؤ۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس مقدمہ آیا تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک بیل ذبح کرو، اُس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس لاش پر مارو۔ اس پر انہوں نے اعتراض اور حجتیں نکالیں تو اُن پر سختی ڈالی گئی۔

اگر عذر نہ کرتے اور ایک بیل جیسا جی چاہتا ذبح کر لیتے تو کافی تھا اور ایسی دقت میں نہ پڑتے۔ لہٰذا انہوں نے چالیس برس تک ایسے بیل کو تلاش کرنے کے بعد ایک شخص کے پاس پایا تو اس قیمت پر خریدا کہ اُس کی کھال میں اشرفیاں بھر دیں گے۔ پھر اُس کا ٹکڑا مقتول کے جسم پر مارا وہ زندہ ہو بیٹھا، اُس سے پوچھا گیا تجھ کو کس نے قتل کیا ہے؟ اس نے اپنے قاتل کی خبر دی۔

احسن الفوائد

❸: یہاں پر او یا تو تخییر کے واسطے ہے، یعنی اُن کے دلوں کو پتھر کہو یا اس سے بھی زیادہ سخت کہو۔ یا بل کے معنی میں کہو، یعنی اُن کے دل پتھر ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ یا مضاف حذف مانو، یعنی اُن کے دل پتھر ہیں یا اُس چیز کی مانند ہیں جو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہے۔

احادیث التفاسیر

(ف۲): یعنی باوجود یہ کہ تم نے ایسی ایسی نشانیاں دیکھیں یہاں تک کہ مردے کا جی اٹھنا بھی دیکھا تب بھی تمہارا دل نرم نہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے خوف نہیں کرتے۔

احسن الفوائد

❹: وہ جو اُن میں منافق تھے خوشامد کے واسطے اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخر الزمان کی باتیں مسلمانوں کے پاس بیان کرتے۔ اور جو مخالف تھے اُن کو اس پر الزام دیتے کہ اپنے علم میں سے اُن کے ہاتھ ثبوت کیوں دیتے ہو۔

❺: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہود کو آنحضرت ﷺ کے نبی برحق ہونے کی تنبیہ کی ہے۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے یہود کو سور اور بندروں کے بھائی بند کہہ کر پکارا تھا، یہود نے خیال کیا کہ ہم میں سے ہی جو لوگ آنحضرت کے پاس جاتے ہیں انہوں نے ہی آنحضرت سے یہ ذکر کیا ہوگا کہ تورات میں گزشتہ یہودیوں کے بندر اور سور ہو جانے کا تذکرہ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہود کو یہ تنبیہ کی کہ تم میں سے کسی نے اس بات کا ذکر ہمارے نبی سے نہیں کیا بلکہ جس اللہ نے ان یہودیوں کو بندر اور سور بنایا تھا اُس سے کوئی بات ظاہر و باطن کی چھپی نہیں ہے۔ اُسی نے اپنے نبی برحق کو بغیر تورات پڑھے یہ سب بتا دیا ہے۔

احادیث التفاسیر

(ف۳): نبی ﷺ بنو قریظہ سے لڑائی کے دن اُن کے قلعہ کے نیچے کھڑے ہو کر اُن یہودیوں کو اس طرح پکارا کہ اے بندروں، سوروں اور بت پرستوں کے بھائیو! اس پر یہودیوں نے کہا کہ ان باتوں کی خبر ان کو کہاں سے ہوئی کہ ہماری قوم میں بندر اور سور اور عبدالطاغوت ہوئے ہیں۔ ہمارے لوگوں میں سے ہی کسی نے ان کو خبر دی ہوگی۔ پھر آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے:

اتحدثونهم بما فتح الله عليكم ۔ الخ

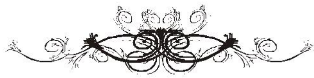
یعنی تم اُن کو ایسی باتوں کی خبر کیوں دیتے ہو جس سے اُن کو تمہارے اوپر حجت قائم کرنے کا موقع ملے۔ اس پر اللہ پاک نے یہ آیتیں اتاریں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہودی مسلمانوں سے ملتے تو کہتے تمہارے نبی سچے رسول ہیں ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں، مگر یہ بات ہے کہ خاص تم لوگوں کے واسطے نبی ہو کر آئے ہیں۔ اور جب اپنے لوگوں سے ملتے تو کہتے کہ کیا عرب کے لوگ یوں چرچا کرتے ہیں کہ تم یہودی لوگ اس نبی کا انتظار کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے کہ اُس نبی کو بھیج دے تو ہم اُس کے ساتھ ہو کر مشرکوں سے لڑیں گے۔

مطلب یہ کہ ایسا چرچا اُن میں کہاں سے ہوتا؟ کیوں کہ وہ کتاب کی بات سے بے خبر ہیں مگر تم میں سے ہی کسی نے یہ خبر اُن کو دی ہے۔ چنانچہ تم ایسی باتیں اُن کو کیوں بتلا دیتے ہو؟ جس سے وہ تم کو اللہ تعالیٰ کے روبرو اس حجت سے قائل کر سکتے ہیں کہ خود تمہاری کتاب میں اس نبی کی خبر لکھی ہوئی تھی۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں یعنی فرمایا کہ ان کی اس تدبیر اور بندوبست سے کیا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کھلے چھپے سارے معاملے جانتا ہے۔

بعض نے کہا کہ منافق لوگ خوشامد کے لیے مسلمانوں کو اپنی کتابوں سے یہ حالات بتلا دیتے۔ جب وہ اپنے بھائی بند کافر یہودیوں سے ملتے تو وہ ان کو الزام دیتے کہ تم ایسی باتیں کیوں بتلا دیتے ہو؟ اس پر یہ آیتیں آئیں۔



درسِ حدیث

توفیق الباری

" الادب المفرد " للبخاری کا اردو ترجمہ مع تشریحات وفوائد

از حضرت نواب سید صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ

تسھیل: حافظ محمد اشرف سعید (نیو کرول شالامار باغ۔لاہور)

باب:ما یعمل الرجل فی بیته؟

آدمی اپنے گھر میں کیا کرے؟

٥٤٨۔ عن الأسودِ قالَ: سألتُ عَائِشَةَ رضی اللّٰهُ عنها مَا كَانَ يَصْنَعُ النَّبِیُّ ﷺ فِی اَهْلِهٖ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يَكُوْنُ فِیْ مِهْنَةِ أَهْلِهٖ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ۔

''اسود کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وعیال میں کیا کیا کرتے تھے؟ کہا اپنے گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا باہر چلے جاتے۔''

٥٤٩۔ عن هشام بن عروه عن أبيه قال: سألتُ عائشةَ رضی اللّٰه عنها: مَا كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَعْمَلُ فِیْ بَيْتِهٖ؟ قَالَتْ: يَخْصِفُ نَعْلَهٗ، وَيَعْمَلُ مَا يَعْمَلُ الرَّجُلُ فِیْ بَيْتِهٖ۔

''عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ کہا جوتا گانٹھتے اور جو کچھ مرد گھر میں کام کرتے ہیں وہ کام کرتے۔''

٥٥٠۔ عن هشام عن أبيه قال: سألتُ عائشةَ: مَا كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَصْنَعُ فِیْ بَيْتِهٖ؟ قَالَتْ: مَا يَصْنَعُ اَحَدُكُمْ فِیْ بَيْتِهٖ: يَخْصِفُ النَّعْلَ، وَيَرْقَعُ الثَّوْبَ وَيُخَيِّطُ۔

''ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا آپ ﷺ گھر میں کیا کام کیا کرتے تھے؟ آپ نے کہا وہی کچھ کرتے تھے جو تم میں سے کوئی آدمی کرتا ہے۔ اپنے جوتے گانٹھ لیتے اور کپڑے کو پیوند لگا کر سی لیتے تھے۔''

٥٥١۔ عَنْ عَمْرَةَ، قِيْلَ لعائشةَ رضی اللّٰه عنها: مَاذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ فِیْ بَيْتِهٖ؟ كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ: يَفْلِیْ ثَوْبَهٗ، وَيَحْلُبُ شَاتَهٗ۔

''عمرہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا آپ انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ اپنے کپڑوں سے جوئیں نکال لیتے اور اپنی بکری کا دودھ دوھ لیتے تھے۔''

فائدہ: یہ احادیث دلیل ہیں اس بات پر کہ انسان کتنا ہی بڑا ذی رتبہ کیوں نہ ہو اپنے گھر کا کام کاج کرنا اور اپنے آرام کے کام اپنے ہاتھ سے کرنا واسطے اس کے سنت خیر البشر ہے اور عار وانکار کرنا عمل سے خلاف سنت اور من جملہ اسباب کبر ونخوت کے ہے اور داخل تکلف ہے۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وما انا من المتكلفين ﴾ دنیا میں جتنے حرفے پیشے صنائع واعمال ہیں غالبًا انبیاء وصلحاء وعلماء واتقیاء سے ماثور ہیں۔ چناں چہ رسالہ رفو الخرقہ بشرف الحرفہ اس پر شاہد عادل ہے۔ آپ جو کوئی شریف النسب لطیف الحسب اختیار حرفہ وصنعت سے عار رکھتا ہے اس پر خدا کی مار ہے وہ اسی سبب سے فقر وفاقہ میں مبتلا اور ذلت وخواری سوالی وگدائی میں گرفتار ہے۔ اگر محنت ومزدوری کرتا یا کوئی پیشہ اختیار کرتا تو اس رسوائی وخواری سے (برکراں) محفوظ رہتا۔ دین دنیا کی

درستی ہاتھ آتی اللہ کا نیک بندہ سمجھا جاتا لیکن شیاطین نے اکثر مدعیان شرف وعلم کو اپنے حرام مکر میں لے کر خسر الدنیا والآخرہ بنا رکھا ہے اور وہ اس دشمنی ابلیس وذریت ابلیس سے غفلت میں پڑے ہیں۔[نواب صاحب رحمہ اللہ]

باب: إذا أحب الرجل أخاه فليعلمه

آدمی جب کسی اپنے بھائی سے محبت رکھتا ہو تو اس کو بتا دے

۵۵۲۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِب ...... وَكَانَ قَدْ اَدْرَكَهُ ...... قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَحَبَّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ، فَلْيُعْلِمْهُ أَنَّهُ أَحَبَّهُ))

''مقدام بن معدی کرب مرفوع روایت بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب محبت رکھے ایک تمہارا اپنے کسی بھائی سے تو اس کو جتا دے کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں۔''

۵۵۳۔ عن مجاهدٍ قال: لَقِيَنِيْ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخَذَ بِمِنْكَبِيْ مِنْ وَرَائِيْ قَالَ: أَمَا إِنِّي أُحِبُّكَ، قَالَ: أَحَبَّكَ الَّذِيْ أَحْبَبْتَنِيْ لَهُ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اَحَبَّ الرجلُ الرجلَ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ أَحَبَّهُ)) مَا أخبرتُكَ، قال: ثم أخذ يعرض عليَّ الخطبة، قال: أما إنّ عندنا جارية أما إنها عوراء۔

''حضرت مجاہد کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی ملے انہوں نے پیچھے سے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور کہا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے کہا وہ ذات تجھ سے محبت کرے جس کی رضا کے لیے تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اسی صحابی نے کہا اگر رسول اللہ ﷺ نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ جب کوئی آدمی کسی آدمی سے اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے تو اسے بتا دے تو میں تجھے نہ بتاتا۔ مجاہد کہتے ہیں پھر انہوں نے مجھ سے ایک باندی سے نکاح کرنے کی پیش کش کی لیکن اس کی ایک آنکھ نہیں ہے۔''

۵۵۴۔ عن أنسٍ قال: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَما تحابَّا الرجلان إِلَّا كان أفضلُهما أشدُّهما حُبًّا لصاحبه))

''حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو آدمی ایک دوسرے سے اللہ کی رضا کے لیے محبت کرتے ہوں تو ان میں سے افضل وہ شمار ہوگا جو اپنے بھائی سے زیادہ محبت کرنے والا ہوگا۔''

باب: إذا أحب رجلاً فلا يماره ولا يسأل عنه

باب جب کوئی کسی سے محبت کرے تو اس سے جھگڑا نہ کرے اور نہ اس کی تفتیش کرے

۵۵۵۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أنّه قَالَ: إِذَا أَحَبَبْتَ اَخًا فَلَا تُمَارِهِ، وَلَا تُشَارِّهِ، وَلَا تَسْأَلْ عَنْهُ فَعَسٰى أَنْ تُوَافِيْ لَهٗ عَدُوًّا فَيُخْبِرَكَ بِمَا لَيْسَ فِيْهِ فَيُفَرِّقَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ۔

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب تو کسی بھائی سے محبت کرے تو اس سے جھگڑا مت کر اور نہ اس سے لین دین کر اور نہ اس کے متعلق زیادہ تفتیش کر ممکن ہے اس کے کسی دشمن سے تیری ملاقات ہو جائے وہ تجھے اس کے متعلق کوئی ایسی بات کہے پھر تیرے اور اس کے درمیان جدائی کی نوبت آ جائے۔''

۵۵۶۔ عن عبد اللّٰه بن عَمْرو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَخًا لِلّٰهِ فِي اللّٰهِ، قَالَ: إِنِّيْ أُحِبُّكَ لِلّٰهِ، فَدَخَلَا جَمِيْعًا الْجَنَّةَ، كَانَ الَّذِيْ أَحَبَّ فِي اللّٰهِ أَرْفَعَ دَرَجَةً لِحُبِّهٖ عَلَى الَّذِيْ أَحَبَّهُ لَهٗ))

''عبداللہ بن عمرو سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے محبت کی کسی بھائی سے اللہ کی رضا کے لیے اور کہا کہ میں محبت کرتا ہوں تجھ سے اللہ کے لیے تو وہ دونوں جنت میں جائیں گے جس نے محبت میں پہل کی اس کا درجہ بلند تر ہے بہ سبب اس کی محبت کے اس شخص پر جس کو دوست رکھا ہے۔''

فائدہ: حب فی اللہ کے فضائل بے حد آئے ہیں شاید کہ سارے فضائل اعمال سے یہی عمل افضل تر ہے۔ عرش کا سایہ ملنا جنت میں جانا تو ادنی بات ہے۔ لیکن وجود اس کا اس زمانہ میں عنقا و کمیاب ہو گیا ہے۔ الا من رحمه الله وعلمه ...... [نواب صدیق رحمہ اللہ]

افتاء

دم میں جنات سے تعاون اور خدمت لینے کا حکم

ابومحمد امین اللہ البشاوری حفظہ اللہ ...... علامہ سید ابوزکریا عبدالسلام حفظہ اللہ

سوال: بعض لوگ دم کے نام پر ایسے اعمال کر رہے ہیں کہ نہ نقل اس کی اجازت دیتی ہے اور نہ عقل۔ لیکن آج کل بعض صحیح العقیدہ ساتھیوں نے بھی یہ پیشہ اختیار کرلیا ہے۔ وہ بھی لوگوں کو دم کررہے ہیں، وہ اپنے دم ایسے طریقے سے کر رہے ہیں کہ اوّل مریض پر کچھ پڑھتے ہیں پھر مریض سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کوئی چیز دیکھ رہے ہیں؟ اگر وہ کہے کہ ہاں! تو وہ کہتے ہیں یہ جنات ہیں، پھر اُن سے مریض کے مرض، ساحر کہ جس شخص نے سحر کیا ہے، سحر اور تعویذ کی جگہ اور مکان کے متعلق پوچھتے ہیں۔

بعض اوقات مریض پر تلاوت کرنے کے دوران میں جنات ظاہر ہوجائیں تو ان سے بھی پوچھتے ہیں یہ شخص کیوں مریض ہے، جس شخص نے سحر کیا ہے وہ کون ہے، سحر اور تعویذ کی جگہ اور مکان کدھر ہے، تمہاری تعداد کتنی ہے، تم اس شخص پر کیوں آتے ہو وغیرہ؟

جو دم کرنے والے ہاتھ، پانی کے جام، یا کاغذ میں جنات ظاہر کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ جنات کو مخاطب کر کے کہتے ہیں تم ساحر کی شکل اختیار کرلو، جس دشمن نے اس مریض پر سحر کیا ہے اس کی شکل اختیار کرلو، سحر رکھنے کی جگہ کو جاؤ وغیرہ۔

اس میں بعض دم کرنے والے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ مسلمان جن ہیں وہ ہم کو یہ سارے احوال بتاتے ہیں، وہ ہمارے تابع ہیں۔ بعض اوقات کہتے ہیں کہ ہم دم اور اذکار کے ذریعے جنات پر ایسے عمل کر رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ دم میں جنات سے ان طریقوں میں سے یا اس کے علاوہ کسی اور طریقے سے تعاون، خدمت لینے کا کیا حکم ہے؟ اگر کوئی شخص ایسے طریقے سے دم کر رہا ہے تو ایسے دم کا شرعاً حکم کیا ہے؟ اس بارے میں تفصیلی فتویٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں درکار ہے۔ جزاکم اللہ خیراً

جواب: تقریباً دم کرنے والے جنات سے یہ ساری پوچھ گچھ، اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ان سے مریض شخص کی مشکل حل کرنے میں تعاون وخدمت حاصل کیا جائے، اس لیے یہ مسئلہ اس امر پر موقوف ہے کہ جنات سے تعاون وخدمت لینا اور ان کو کاموں میں لگانا کیا حکم رکھتا ہے؟

اس میں دو صورتیں ہیں:

اوّل: جنات سے ایسے دنیوی کاموں میں تعاون اور خدمت لینا جس میں جھوٹ، دھوکہ نہیں ہوسکتا۔ اس میں کافر، مسلمان، صالح، فاسق اور منافق جنات یکساں ہوتے ہیں۔ مثلاً میں نے ایک دم کرنے والا دیکھا کہ اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا، اس شخص نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے اور اس کے ساتھ جنات ہیں جن کے فلاں فلاں نام ہیں۔ ایک دن میں ان کے ساتھ مجلس میں تھا، اس دوران اُس نے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور اس لڑکے کو دیا اور جنات میں سے کسی کا نام لیا کہ اے فلاں! یہ موبائل خراب ہے اس کو ٹھیک کرو۔ لڑکے نے اپنی صورت ایسی اختیار کرلی جیسے کسی شخص پر جنات آجائیں، تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا، فلاں جن نہیں......تو میں نے تعجب کیا کہ جن بھی موبائل کی مرمت کرسکتا ہے؟ اس دم کرنے والے نے کہا کہ میرا موبائل جب بھی خراب ہوجائے تو میں جن کو دیتا ہوں، جن اس کی مرمت کرتے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کو حقیقت حال کا علم ہے کہ اس شخص کی بات درست ہے یا غلط۔ بہرحال اگر بفرض تقدیر ایسا ہوسکتا ہے تو جنات سے ایسی خدمات لینا، ایسے کاموں میں جنات کا استعمال کرنا الگ حکم رکھتا ہے۔ ہمارا درج ذیل فتویٰ جنات سے اس قسم کے تعاون اور خدمت لینے کے بارے میں نہیں ہے۔ اس صورت کے جواز اور عدم جواز کے لیے مستقل

فتویٰ کی ضرورت ہے۔

دوم: جنات کو ایسے کاموں میں لگانا اور ان سے تعاون اور خدمت لینا، ان سے کسی کا حال معلوم کرنا جس میں کہ اسلام، دیانت داری، راست گوئی اور عدالت معیار ہوتا ہے۔ تو اس میں جھوٹ، دھوکہ، کفر، فسق، بہتان، افتراء اور منافقت کا ڈر ہے۔

اس میں مسلمانوں کے درمیان بدظنی، بغض، حسد، عداوت پیدا ہونے کا اور اس قسم کے بے شمار نقصانات اور فسادات کا پورا پورا احتمال ہے۔ اس قسم کے تعاون اور خدمت کا الگ الگ حکم ہے، ہمارا یہ فتویٰ اُس قسم کے دم کرنے کے بارے میں ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ دم میں جنات سے تعاون اور خدمت لینا درج ذیل تین وجوہات سے جائز نہیں اگر چہ ظاہر میں کارِ خیر ہی کیوں نہ ہو۔

① ...... جنات سے اس قسم کا تعاون اور خدمت لینا اور اُن سے احوال دریافت کرنا قرآنِ کریم کے بتائے ہوئے اس مذموم استمتاع میں داخل ہے جس کی وجہ سے لوگ جہنم کا ایندھن بن جاتے ہیں۔

② ...... رسول اللہ ﷺ سے قولاً، عملاً اور تقریراً تینوں سنت طریقوں سے دم ثابت ہے۔ لیکن نہ اس مبارک ہستی نے ایسا دم کیا ہے، نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر تابعین اور سلف صالحین سے صحیح سند کے ساتھ اس کا کوئی ثبوت موجود ہے۔ جس میں یہ ہو کہ انہوں نے جنات سے خدمت لی ہو یا انہوں نے اُن سے مریض کے مرض، سحر اور ساحر معلوم کرنے کے بارے میں سوال کیا ہو، اور نہ ان کو یہ کہا ہو کہ تم کیوں اِس شخص کو تکلیف دیئے جا رہے ہو، سحر کدھر ہے، تمہاری تعداد کتنی ہے وغیرہ۔

③ ...... اس قسم کے دم کرنے سے جس میں جنات سے مریض اور اس کے مرض، سحر اور دیگر احوال میں تعاون اور خدمت لینا شامل ہو، مسلمان معاشرے میں بے شمار محظورات، نقصانات اور شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔ جنات سے تعاون اور خدمت لینا بہت سے مفاسد اور نقصانات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

آپ خود بتائیں کہ

❀ ...... دم کرنے والا جب جنات سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ تم جادو اور تعویذ کو حاضر کرو، کیا وہ اپنی طرف سے کوئی چیز یعنی کاغذ وغیرہ نہیں لاسکتا ہے؟

❀ ...... جب دم کرنے والا جنات سے سحر کرنے والے شخص کے بارے میں پوچھتا ہے کیا وہ چند بے گناہ افراد کا نام نہیں لے سکتا کہ جادو یا تعویذ فلاں شخص نے کیا ہے؟

❀ ...... کیا وہ کسی صحت مند شخص کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ اس پر جادو ہوا ہے؟

❀ ...... ایسا کرنے میں اُن کو کیا مشکل ہے کہ جب دم کرنے والا اس سے سوال کر رہا ہو کہ کیا تم مسلمان ہو یا کافر؟ وہ جواب میں مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے جب کہ حقیقت میں کافر ہو۔

❀ ...... جب وہ جن سے پوچھتا ہے کہ یہ شخص کیوں مریض ہے؟ آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ جواب میں کیا جنات جھوٹ نہیں بول سکتے؟ جنات فتنہ اور فساد برپا کرنے کی غرض سے شک، تہمت اور تلبیس سے پر باتیں نہیں پھیلا سکتے؟

اگر یہ سب کام کر سکتے ہیں اور یقیناً یہ کر سکتے ہیں جیسا کہ ماہرین فن، معتبر علماء نے اس کی وضاحت کی ہے تو ان سے خدمت اور تعاون کے صلے میں جنات ہمارے لیے ''غیب'' کا حکم رکھتے ہیں۔ انسان الگ مخلوق وعالم ہے اور جن الگ مخلوق اور عالم ہے۔ ان کے متعلق تب تک صحیح فیصلہ نہیں ہوسکتا جب تک ہم ان کے عادات، اخلاق اور مذاہب وغیرہ سے اچھی طرح واقف نہ ہو جائیں۔ اسی وجہ سے ہم کو ان کے متعلق معلوم نہیں کہ ان میں سے کون مسلمان ہے، کون کافر ہے، کون صالح ہے کون فاسق ہے؟ قرآن وحدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات میں بہت سے فرقے اور مذاہب ہیں:

﴿ وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾ [الجن: ۱۱]

''اور یہ کہ (بے شک) بعض تو ہم میں نیکوکار ہیں اور بعض اس کے برعکس بھی ہیں، ہم مختلف طریقوں سے بٹے ہوئے ہیں۔''

اسی طرح قیامت کے دن یہ بات بھی آشکار ہو جائے گی کہ ہماری امت میں بہت سے لوگ جنات کی وجہ سے گمراہ ہوئے ہیں۔ اس بات

کا تذکرہ اللہ عزوجل نے خود ہی اپنے کلام پاک میں کیا ہے:

﴿ وَ یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ۚ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ ﴾ [الانعام:١٢٨]

''اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کرے گا (کہے گا) اے جماعت جنات کی! تم نے انسانوں میں سے بہت سے اپنا لیے۔''

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قال علی بن ابی طلحه عن ابن عباس: ((اضللتم منهم كثيراً)) وكذالك قال مجاهد والحسن وقتادة ۔

''علی بن ابی طلحہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہا جائے گا تم نے انسانوں میں سے بہت سوں کو گمراہ کیا۔'' مجاہد، حسن اور قتادہ رحمہم اللہ نے بھی یہی کہا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ما قال غير واحد من السلف: ((ای کثیر من اغويتم من الانس واضللتموهم)) [مجموعه الفتاویٰ ودقائق التفسیر]

''تمام سلف نے یہی کہا ہے: اے گروہِ جنات! تم نے بہت سے انسانوں کو بہکایا اور گمراہ کیا۔''

ایک اور بات بھی سنو! علمائے کرام نے لکھا ہے کہ جنات میں اصل، جھوٹ، دھوکہ اور ظلم ہے اس لیے کہ ان کی خلقت آگ سے ہوئی ہے اور آگ کی صفت احراق وطغیان ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ

((ونسی آدم فاكل من الشجرة فنسيت ذريته وخطا آدم وخطات ذريته)) [رواه الترمذی]

''آدم علیہ السلام بھول گئے اور درخت سے کھا لیا تو ان کی اولاد بھی بھولی آدم علیہ السلام نے خطاء کی اس طرح ان کی اولاد بھی خطا کار ہوئی۔''

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد میں باپ کی عادت اور مزاج پایا جاتا ہے۔ جنات کا باپ چوں کہ شیطان ہے، شیطان میں ظلم، سرکشی، کفر اور ضرر رسانی کی خو بی وعادت موجود ہے۔ خصوصاً ان جنات میں ضرور یہ خصلت ہے کہ وہ کسی انسان کو صرف ظلم، عشق، یا ساحر مقرر کرنے کی وجہ سے ضرر اور تکلیف دے رہے ہوں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموعہ الفتاویٰ اور دقائق التفسیر میں لکھتے ہیں:

((فالشياطين لهم غرض فيما نهى الله عنه من الكفر والفسوق والعصيان ولهم لذة فی الشر والفتن يحبون ذالك وان لم يكن فيه منفعة لهم))

''شیاطین کے لیے ہر اُس کفر وفسق اور نافرمانی کے کام میں، جس سے اللہ نے منع فرمایا، دلچسپی ہے اور ان کے لیے شر وفتنہ کے کاموں میں لذت ہے اور وہ ان کاموں سے محبت کرتے ہیں خواہ انہیں ان سے کچھ بھی فائدہ نہ ہو۔''

﴿ وَ یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ۚ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَ قَالَ اَوْلِیٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَاۤ اَجَلَنَا الَّذِیْۤ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴾ [الانعام:١٢٨]

''اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کرے گا (کہے گا) اے جماعت جنات کی! تم نے انسانوں میں سے بہت سے اپنا لیے، جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا، اور ہم اپنی اس معین میعاد تک آ پہنچے جو تو نے ہمارے لیے معین فرمائی، اللہ فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہو گے، ہاں اگر اللہ ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے، بے شک آپ کا ربّ بڑی حکمت والا بڑا علم والا ہے۔''

اس آیت میں جس استمتاع کا ذکر آیا ہے اس کے بہت سے مصدقات ہیں جس میں ایک قسم یہ اوپر ذکر ہو چکی۔ یہ بھی استمتاع میں

داخل ہے۔

اس آیت میں چند علمائے کرام کے اقوال ملاحظہ کیجیے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک جگہ استمتاع کے معنی اس طرح سے کرتے ہیں:

((الاستمتاع بالشی ان یتمتع به فینال به ما یطلبه ویریده ویهواه، ویدخل فی ذالك استمتاع الرجال بالنساء بعضهم ببعض)) کما قال: ﴿ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۔[النساء: ٢٤] ﴾

''کسی شے سے استمتاع کا معنی یہ ہے کہ آدمی اس سے فائدہ حاصل کرے، اپنا مطلوب پالے جسے وہ چاہتا ہے اور جس سے اس کی خواہشات کی تکمیل ہو رہی ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ جن (عورتوں) سے تم فائدہ اٹھاؤ انہیں......''

اسی طرح شیخ الاسلام اپنی کتاب دقائق التفسیر اور مجموعہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں:

((ومن استمتاع الانس بالجن استخدامهم فی الاخبار بالامور الغائبة کما یخبر الکهان فان فی الانس من له غرض فی هذا لما یحصل به من الریاسة والمال وغیر ذالك))

''یہ بات بھی انسانوں کے جنات سے استمتاع میں داخل ہے کہ انسان غائب امور میں جنات کی خدمات حاصل کرے جسے کاہن خبر دیا کرتے ہیں۔ کیوں کہ اس میں اُن انسانوں کے لیے جو ریاست، مال یا کوئی اور غرض رکھتے ہوں، دلچسپی ہے۔''

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

((ومن استمتاع الانس بالجن استخدامهم فی احضار بعض ما یطلبونه من مال وطعام وثیاب ونفقة))

''اور یہ بھی انسان کے جنات سے استمتاع میں داخل ہے کہ وہ جنات سے مال، کھانے، کپڑے اور دیگر ضروریات کے حاصل ہونے میں خدمات لے۔''

اسی طرح محمد بن کعب سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

((هو طاعة بعضهم لبعض وموافقة بعضاً))

''بعض (انسانوں) کا بعض (جنات) کی فرماں برداری کرنا اور ایک دوسرے کی موافقت کرنا بھی انسانوں کے جنات سے استمتاع میں داخل ہے۔''

ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ

((قال ما کان استمتاع بعضهم ببعض إلا ان الجن أمر وعملت الانس)) [مجموعه الفتاویٰ]

''استمتاع اس کے سوا اور کیا ہے کہ جنات حکم کریں اور انسان مانیں۔''

امام شوکانی، امام ابن کثیر اور دیگر مفسرین رحمہم اللہ نے بھی اسی طرح تفسیر کی ہے۔

دکتور عبداللہ الفقیہ نے فتاویٰ الشبکۃ میں لکھا ہے:

((واستمتاع الانس بالجن کما ذکره اهل التفسیر یکون بقضاء حوائجه واستمتاع الجن بالانس یکون بطاعة الانس للجن واتباع امره))

''انسان کا جن سے استمتاع یہ ہے کہ وہ (جن) اس کی حاجات پوری کرے اور جن کا انسان سے استمتاع یہ ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرے اور اس کا حکم بجالائے۔''

اس کام کی حرمت کی تیسری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اُن پر سحر بھی ہوا ہے، اس مبارک ہستی نے دیگر لوگوں پر بھی دم کیا ہے، صحابہ کرام کو دم کرنے کی اجازت دی ہے، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام دم کر رہے تھے، یعنی الحمد للہ، رسول اللہ ﷺ سے دم، قولاً، فعلاً اور تقریراً ثابت ہے۔ لیکن کسی حدیث اور صحیح اثر میں یہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام نے جنات سے خدمت لی ہو یا ان سے مریض کے مرض، سحر اور ساحر معلوم کرنے کے بارے میں سوال کیا ہو،

اور نہ ان کو یہ کہا ہے کہ تم کیوں اِس شخص کو تکلیف دے رہے ہو، جادو کدھر ہے، تمہارا عدد کتنا ہے؟

شیخ ابوالبراء اسامہ بن یاسین المعانی نے دم کے موضوع پر چھ جلدوں میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ میں تفصیلی بحث کے بعد خلاصہ میں لکھا ہے:

((فالحاصل لا یجوز مطلقاً الاستعانة بالجن والشیاطین بادعاء فعل الخیر والعمل الصالح))

''حاصل کلام یہ ہے کہ انسان کے لیے جن وشیاطین سے نیکی کے کام اور فائدہ کے بہانے مدد لینا مطلقاً ناجائز ہے۔''

فہد بن عبدالرحمٰن الحیٔ (عضو ھیئة التدریس بقسم الفقه بجامعة القسیم) نے اس موضوع پر ایک مدلل رسالہ لکھا ہے اور انہوں نے اس کی حرمت پر چودہ (۱۴) دلائل ذکر کیے ہیں۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ نے اپنی کتاب (السحر والشعوذة) میں لکھا:

((لا یستعان بالجان، لا السلم منجم ولا الذی انه مسلم۔))

''جنات سے ہرگز مدد نہ لی جائے نہ ہی مسلم جن سے اور نہ ہی اس سے جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔''

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ

((فاما الاستعانة بھم فاری انه لا یجوز)) [رساله الاستعانة بالجن]

''جہاں تک جنات سے مدد لینے کا تعلق ہے تو میں اسے ناجائز پاتا ہوں۔''

شیخ محمد ابراہیم رحمہ اللہ سعودی عرب کے سابق مفتی سے جب اس مسئلے کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا: میرے نزدیک ان سے خدمت اور کسی کام میں تعاون مانگنا غائب چیزوں سے سوال ہے اور یہ مردوں سے سوال کرنے کے مترادف ہے، اور اس میں شرک کی بو موجود ہے۔ [فتاویٰ الالوکہ]

شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الاحادیث الصحیحه جلد ششم میں فرمایا ہے کہ جنات سے تعاون اور خدمت لینا گمراہی کا سبب ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے پھر قرآنِ کریم کی یہ آیت ذکر کی ہے:

﴿ وَ قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ ﴾ [الانعام:۱۲۸]

''جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا۔''

شیخ صاحب رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا ہے:

((فمن استعان بھم علی فك سحر "زعموا" او معرفة ھویة الجن الملتبس بالانس ذکر ھو ام انثی، مسلم ام کافر؟ وصدقه المستعین به، ثم صدق ھذا الحاضرون عنده فقد شملھم جمیعاً قوله ﷺ " من اتی عرافاً او کاھناً فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد ﷺ ۔"))

[سلسلة الاحادیث الصحیحه جلد ششم]

''جس کسی نے بھی ان سے (جنات) سحر کھولنے کے لیے جیسا کہ یہ گمان کرتے ہیں یا اس جن کی جو انسان میں داخل ہے، پہچان کے لیے وہ مرد ہے کہ عورت ہے مسلم ہے یا کافر ہے، مدد لی اور اس سے مدد لیتے ہوئے اس کی تصدیق کی (اس سے جو سنا اسے سچ مانا) اور جو لوگ اس کے ہاں موجود تھے انہوں نے بھی اُس کی تصدیق کی تو ان سب کو اللہ کے رسول ﷺ کی یہ وعید پہنچتی ہے کہ جو کوئی غیب کی خبریں بتانے والے یا کاہن کے پاس آیا پھر جو کچھ وہ کہتا ہے اس کی تصدیق کی پس اس نے اس کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا۔''

اسی طرح درج ذیل کتب میں بھی یہی فتویٰ موجود ہے:

☆...... تحضیر الارواح وتسخیر الجان بین الحقیقة والخرافة الرقی واحکامھا، للعلامه صالح

عبدالعزیز آل الشیخ ۔

☆...... الرقية الشرعية دراسة

☆...... الفتاویٰ الخزرجية

☆...... فتاویٰ الشيخ محمد بن ابراهيم

حاصل یہ ہوا کہ دم میں جنات سے تعاون اور خدمت لینا بدعت ہے اور بہت سے مفاسد رکھتا ہے اور جائز نہیں کیوں کہ اس سے شرک کی بو آتی ہے البتہ شرک نہیں۔ الا یہ کہ اگر اس میں کوئی شرکیہ فعل یا قول ہو۔

سوال: میں جس ملک میں رہتا ہوں وہاں شرک، شعبہ بازی، جادو اور اولیاء وصالحین کی پکار جیسی مختلف شکلوں میں پھیلا ہوا ہے۔ میرے ہاتھ میں دو کتابیں (جادو والے معاملات کا علاج، شرک اور اس کے مظاہر) دی گئیں، جن میں وہ تمام احادیث مبارکہ درج کی گئی ہیں جو قرآن کے ساتھ دم کی اجازت پر دلالت کرتی ہیں۔ میں دم کے کام میں مشغول ہوگیا ہوں۔ مریضوں کی کثرت کی وجہ سے خصوصاً مرگی اور جادو کے مریض کو دن رات دم ہی میں لگا رہتا ہوں۔ کیا جائز ہے کہ میں جادو نکالنے کے لیے کسی جن سے مدد لے لوں یا اسے حکم کروں کہ وہ مجھے خفیہ تعویذوں کے سلسلے میں معلومات فراہم کرے؟

جواب: جن سے اور غائب چیزوں سے مدد لینا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ تو اللہ کے شریک ٹھہرانے میں سے ہے۔ کیوں کہ مدد لینا (مافوق الاسباب) تمام تر اسباب سے بالاتر ہوکر، عبادت میں سے ہے جس کو اللہ کے سوا کسی جن، انسان، فرشتہ غرض کہ اللہ کے سوا کسی کے لیے بجالانا ہرگز جائز نہیں۔ جہاں تک جن کا معاملہ ہے تو اس کا حکم غائب کا ہی ہے خواہ وہ حاضر ہو۔ لہٰذا کسی ایک معاملہ میں بھی اِن (جنات) سے مدد طلب کرنا جائز نہیں۔

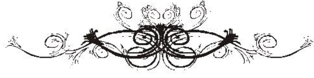
اللہ تعالیٰ کا قول اور حدیث نبوی ﷺ اس کی دلیل ہے:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ [الفاتحہ: ٥]

''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''

وإذا استعن فاستعن بالله ۔ [سنن الترمذی، صفة القيامة والرقائق والورع: ٢٥١٦]

''تو جب بھی مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد طلب کر۔''



مرکز التوحید ڈی جی خان میں خطباتِ جمعہ کے پروگرام

① ......٢٦/مارچ ٢٠١٠ء: قاری عصمت اللہ خان چتروڑی

② ......٢/اپریل ٢٠١٠ء: قاری سیف اللہ خان

③ ......٧/مئی ٢٠١٠ء: قاری عبدالوکیل صدیقی

④ ......١٤/مئی ٢٠١٠ء: حافظ ظفر اللہ خان

⑤ ......٢١/مئی ٢٠١٠ء: قاری محمد یٰسین بلوچ

نیز ہر مہینے کا پہلا خطبہ جمعہ قاری عبدالرحیم کلیم پڑھاتے ہیں۔

[عامر مختار، مدرسہ التوحید چوک چورہٹہ، ڈیرہ غازی خان]

تحقیق وتنقید

قسط نمبر (۱)

اسلام میں لونڈیوں کا نظام اور ہمارا میڈیا

پروفیسر عبدالرزاق ساجد، فیصل آباد

میڈیا اور اعلام کے کردار کا تاریخی جائزہ:

میڈیا خواہ پرنٹ ہو یا الیکٹرانک، تحریراً ہو یا تقریراً، دودھاری ننگی تلوار ہے۔ اس کا کردار اگر مثبت اور ذمہ دارانہ ہو تو شرف وفضیلت اور عروج وکمال میں وحی کے درجے کو جا پہنچتا ہے اور اس کا رول منفی وغیر ذمہ دارانہ ہو جائے تو اس سے بڑھ کر شرف انسانیت کی تحقیر وتذلیل کا دنیا میں اور کوئی سامان بھی نہیں۔

میڈیا کے منفی کردار کی ایک جھلک:

یہ میڈیا کے منفی کردار اور زہریلے پروپیگنڈہ کا زہریلا اثر تھا کہ وہ ہستی جس سے انسانیت کو معراج نصیب ہوئی، وہ ہستی جس نے انسان کو ذلت وگمراہی کی پستیوں سے نکالا، وہ انسان جس کے اخلاق وکردار اور شرف ووقار کے سامنے دشمنوں کو بھی سر جھکانے پڑے، وہ ذات کہ جس کی آمد نے وقت کو خیر القرون قرنی کی سند عطا کردی۔ اسی کو اس دور کے اپنوں کی زبانوں نے تحریر وتقریر نے جرح وتنقید نے اور تنقیص وتحقیر کے اوچھے ہتھکنڈوں نے ایک وقت کے لیے ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا کہ

❀...... دنیا کے سب سے عظیم وبرتر انسان کو ...... حقیر سمجھا جانے لگا۔

❀......دوعالم کے سب سے زیادہ حسین وجمیل کو...... بدصورت چہرے والا کہا جانے لگا۔

❀...... جہانوں کی تعریف پانے والے محمد ﷺ ......کو مذمم کہا جانے لگا۔

❀......کائنات کے سب سے زیادہ با اخلاق وباکردار شخص کی ......کردارکشی کر کے لوگوں کی نظروں میں گرایا جانے لگا۔

❀......تمام جہانوں کی رحمت کو......میڈیا نے نقطہ زنی کر کے ''زحمت'' کے روپ میں پیش کرنا شروع کردیا۔

❀......نفوس وقلوب کے محرم حال کو......مجرم ٹھہرایا جانے لگا۔

❀...... دنیا کے سچے ترین صادق ومصدوق ......کو ''کذاب'' کہا جانے لگا۔

❀......سب سے بڑے امانت دار کو......''خائن'' (اور وہ بھی وحی کے معاملے میں) تصور کیا جانے لگا۔

❀......آیات قرآنیہ کی تلاوت کرنے والے کو...... ﴿ان هی الا اساطیر الاولین﴾......کہہ کر قصہ گو کہا جانے لگا۔

❀......وحی ربانی کے موتی دنیا کی جھولیوں میں ڈالنے والے کو ......شاعر کہا گیا۔

❀......حکمتوں کے جوہر لوٹانے والے کو ...... دیوانہ اور پاگل کہا گیا۔

❀......حکیم دوعالم کو، مدبر کون ومکاں کو......مجنون کہا گیا۔

❀......کنواری لڑکی سے باحیا اور صاحب عفت وعصمت کو...... عشق ومستی اور دلدادگی کے طعنے دے کر ان کی سفید چادر کو داغ دار کیا گیا۔

❀......انسانیت کے سب سے بڑے خیر خواہ کو......انسانیت کا بدخواہ اور دشمن باور کرایا گیا۔

❀......ہستی کے سب سے بڑے مربی ادب کو...... بزرگوں کی گستاخی کا طعنہ دیا گیا۔

❀......دونوں جہانوں میں سب سے بڑی امت، نسل اور اولاد

والے کو......ابتر اور بے نسلاً کہا گیا۔

وقتی طور پر اگر چہ دنیا اس زہریلے پروپیگنڈہ سے متاثر ضرور ہوئی، دل ودماغ، کان اور اذہان مخالف ضرور ہوئے۔مگر جب جاء الحق حقیقت عیاں ہوئی وزھق الباطل اور جھوٹ کا غبار چھٹا توالحق در ولو کان مرا کے تحت حق اور سچ کا بول بالا ہوا جب کہ ان الباطل کان زھوقا کے تحت جھوٹے اور باطل کا منہ کالا ہوا۔

کاش آج کا میڈیا اس تاریخی حقیقت کو کبھی دیدۂ عبرت وا کر کے دیکھے تو اسے بھی سامانِ نصیحت اور اصلاح نفس کا موقعہ میسر ہو سکے۔

اسلام میں لونڈیوں کا خوب صورت نظام اور میڈیا کا کردار:

پچھلے دنوں ایک نجی چینل کے ایک ٹاک شو میں اسلام اور لونڈیوں کے نظام کو موضوع بحث بنایا گیا، جس کے تمام شرکاء مملکت اسلامیہ پاکستان کے مسلمان شہری تھے، مہمان بھی اور میزبان بھی۔خوشی ہوئی کے بحث ومباحثہ میں اسلام پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کا تشفی بخش جواب دیتے ہوئے خوب دفاع کیا جائے گا مگر یہ حسرت دل میں ہی رہ گئی کہ جب یہ بات دیکھنے کو ملی۔ایک فرد کے علاوہ باقی سب نے اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرنے کو ہی فرض منصبی سمجھا۔زبانیں مسلمانوں کی تھیں مگر ان پر الفاظ وکلمات مخالفین واعداء کے تھے۔اسلام اور اس کے اس خوب صورت نظام کے محاسن کو اجاگر کرنے کی اگر ایک فرد کی طرف سے کوشش کی جارہی تھی تو تین طرف سے بے سروپا سنی سنائی باتوں کی بوچھاڑ ہورہی تھی۔

مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا فرض بنتا ہے کہ اگر ہم اس طرح کے کسی ایشو کو لینا چاہیں تو پھر اس پر پوری ایمان داری کے ساتھ گہرائی والا مطالعہ کرتے ہوئے اسلام کا صحیح نقطہ نظر بھی جان لیا کریں۔اور پھر عدل وانصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے بات کرنے میں جھول یا غیر ذمہ دارانہ رویے کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہیے۔

اس طرح کے ٹاک شو تو شاید ایک آدھ گھنٹے میں اختتام پذیر ہو جاتے ہیں مگر اپنے پیچھے سامعین وناظرین میں ایقان وپختگی کی بجائے بے یقینی اور تذبذب کی ایک لہر چھوڑ جاتے ہیں، جس بھنور سے عام آدمی کے لیے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔

آج اسلام میں لونڈیوں کے نظام پر قلم کو جنبش دینے کے اسباب ومحرکات میں سے سب سے بڑا محرک یہ ہے کہ ہماری کوئی محفل ومجلس ہو، عوام وخواص میں جب لونڈیوں کا موضوع شروع ہوجائے تو ہماری کیفیت دیدنی ہوتی ہے۔عوام اور جہلاء کو تو ایک طرف چھوڑ دیجیے وہ عموماً وہی زبان بولتے ہیں جوان کے بڑوں، وڈیروں، پیشواؤں، سکالروں اور آج کل کے چینلوں کی زبان ہوتی ہے۔بزعم خویش اہل علم اور سکالر حضرات کی صورتِ حال یہ ہے کہ

نجی محفل ہو، ڈائننگ ٹیبل ہو، بحث ومباحثہ یا کوئی ٹاک شو ہو، بڑے مرچ مصالحے لگا کر اسے بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہوئے اسلام اور اہل اسلام پر خوب طعن وتشنیع کو فرض منصبی سمجھا جاتا ہے۔بغیر نالج، علم اور مطالعہ کے فرضی نظریات کے خیالی پلاؤ پکانے میں خوب مہارت دکھائی جاتی ہے۔مگر صد افسوس کہ

وہ نظام جس کی جتنی تعریف کی جائے اتنی ہی کم ہو۔

وہ سسٹم جس جیسا خوب صورت سسٹم دنیا کی کسی تنظیم یا جماعت نے آج تک متعارف نہ کروایا ہو۔

وہ خوبی کہ اسلام کے علاوہ ہر مذہب کی گود اس سے بانجھ ہو۔

وہ عظمت جو دین اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب میں نہ پائی جاتی ہو۔

وہ قانون کہ اسلام کی خوبی، وسعت ظرفی، حسن تدبیر اور انسانی وقار ومنزلت کی مساعی اور کاوشوں کے میدان میں اس کا کوئی ثانی نہ ہو۔

وہ نظام کہ جسے دلیل بنا کر اسلام کو اس کائنات کا سب سے حسین وجمیل دین کہا جاسکتا ہے۔

جس کی بنیاد پر اس کی عظمت کو چار چاند لگائے جاسکتے ہیں۔

جس کے تحت اسے دنیا کا سب سے زیادہ رحیم وکریم، شفیق ومہربان اور عظیم دین ثابت کرنا چاہیے تھا۔

مگر ہمارے قلوب واذہان، تحریر وتقریر اور میڈیا واعلام کے منفی

رول اور غیر ذمہ دارانہ رویوں نے پروپیگنڈے کے ہتھکنڈے کے ذریعے اسلام کے محاسن کو عیوب میں بدل ڈالا ہے۔

اس کی خوبیوں کو برائی کا رنگ دے دیا ہے۔

اس کے حسن وجمال پر بدخواہی کا کالا رنگ پھیر دیا ہے۔

عزت وناموس کے محافظ کے چہرے پر خون خواری، ہوس پرستی اور درندگی کا ماسک چڑھا دیا ہے۔ اس کی رفعت وعظمت اور عروج وکمال کی دلیل والے نظام کو اس کی ذلت ورسوائی کا نشان بنا دیا ہے۔

لونڈیاں، اسلام کا تصور جہاد اور میڈیا:

اسلام کا علم جہاد کسی بھی ملک وقوم کے خلاف، مال وزر وسیم وگوہر یا عورت کے حسن وجمال کے لیے نہیں ہوتا۔ اس کا مقصد خالصتاً ﴿لتكون كلمة الله هي العليا﴾ کے تحت اعلائے کلمۃ اللہ ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا ان لا إله إلا الله ۔

''میری لڑائی لوگوں کے ساتھ تب تک ہے جب تک وہ ایک اللہ کی وحدانیت اور عبودیت کے اقراری نہیں بن جاتے۔''

مگر کچھ احباب کے سامنے جب یہ موضوع ہوتا ہے تو وہ اس میں رنگینی، چاشنی اور لذت وسرور کی خاطر کافی مرچ مصالحوں سے کام لیتے ہوئے محض زیب داستان کے لیے بات کو اور رنگ دے دیتے ہیں۔ جن کے لب ولہجہ، گفتگو، الفاظ، سیاق وسباق اور چہرے کے تیوروں سے محسوس ہوتا ہے، وہ دنیا کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اسلام کا جہاد شاید صرف اور صرف عورت وزن اور اس کی خوب صورتی کی خاطر ہوتا ہے۔

اور اس کا عملی مظاہرہ اشارہ کردہ چینل کی ٹیبل ٹاک اور ٹاک شو میں ناظرین کر چکے ہیں کہ بار بار ایک انڈین اداکارہ کا نام بڑے مزے سے اس پیرائے میں دہرایا گیا، جو برتن میں ہوتا ہے وہی باہر آتا ہے، کے تحت اگر کسی کی ذہن سازی ہی غلط ہوئی ہو تو کیا کیا جا سکتا ہے۔

ہم عوام وخواص کے ذہن اس حوالے سے صاف کر دینا چاہتے ہیں کہ اسلام کا جہاد مزعومہ ایشوریاؤں، کرشماؤں، کریناؤں، ملیکاؤں، بھومیکاؤں، منیشاؤں، ٹوٹنکلاؤں یا ریکھاؤں جیسی حسیناؤں کے حصول کے لیے ہوتا ہے اور نہ سونموں، سونالیوں، کاجلوں، قطرینوں، ہیمالینیوں، ارمیلاؤں، روینائوں، سری دیویوں، مادھوریوں، جوھیوں، پدونکروں، تبوں، پریانکوں، ریاسینوں اور للاراؤں جیسی عورتوں کی اداؤں کے لیے اپنی فوج وسپاہ کو اسلام میدان میں اتارتا ہے۔

اسلام انہیں اپنے بازوؤں میں سمیٹنے یا انہیں اپنی خواب گاہوں میں سلانے کے لیے جہاد نہیں کرتا۔

اسلام ان کی دلفریب اداؤں سے خود کو لبھانے یا اپنے محلات کی زینت بنانے کے لیے یہ علم نہیں اٹھاتا۔

اسلام اپنی فوج وسپاہ کو ان دوشیزاؤں، حسیناؤں، جمیلاؤں سے موج مستیوں کے لیے راہ جہاد نہیں دکھاتا۔

اسلام کا تصور جہاد نہ تو کسی کو للچائی نظروں سے دیکھنا اور رال ٹپکانا ہے اور نہ کسی کو اپنے آنگن میں لا بسانا یا خود کو کسی کی لہراتی زلفوں کی زنجیروں کا اسیر بنانا ہے۔

یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین کر لی جائے کہ اسلام دشمن کی ان عورتوں کو قیدی یا غلام نہیں بناتا، جو اپنے گھروں، کوٹھیوں، حویلیوں، محلوں اور چار دیواری میں ہوتی ہیں، جیسا کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے ساتھ ساتھ دیگر اس جیسی گھر بیٹھی مسلمان خواتین کے ساتھ عالم کفر کا سلوک اور معاملہ ہے۔

اسلام دیگر اقوام کے مسلمہ اصول کے پیش نظر، حدود وقیود میں رہتے ہوئے صرف ان عورتوں کی گرفتاری کی اجازت دیتا ہے جو میدانِ جنگ میں آ کر باقاعدہ محاذوں پر مسلمانوں کے ساتھ نبرد آزما ہوتی ہیں۔

قابل تعجب بات یہ ہے کہ اسلام میں لونڈیوں کے نظام پر اعتراض کرنے کے لیے، عورتوں سے بظاہر خیر خواہی کے لیے ذہن کے دریچوں میں صرف یہی حسینائیں کیوں سماتی ہیں؟ نظر صرف ان کے خوب صورت چہروں مہروں پر ہی کیوں جاتی ہے؟ خیالات وتصورات میں صرف انہی کی ادائیں کیوں گھومتی ہیں؟ زبان پر صرف گوری گوری رانیوں مہرانیوں کے نام ہی کیوں آتے ہیں؟

وہاں کی عام خواتین، سادہ لوح عورتوں کا ذکر کیوں نہیں ہو پاتا؟ نظر کسی کالے رنگ پر کیوں نہیں ٹکتی؟ کیا وہاں کی ہر عورت ایشوریہ، لارادتہ یا پریانکا ہوتی ہے؟

کیا اسی کا نام تحقیق ہے؟

کیا اسی کو ریسرچ کہتے ہیں؟

کیا یہی ہے ہر خبر پر نظر؟

کیا اسی کو وقت نظری کہتے ہیں؟

کیا میڈیا کا کردار یہی ہوتا ہے؟

کیا اسے ذمہ دارانہ سوچ یا رویہ کہا جاسکتا ہے؟

یہ کام تو گلی محلے کے عام ان پڑھ انسان بھی کر لیتے ہیں۔

[جاری ہے]



مولانا یٰسین راہی کے خطباتِ جمعہ

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کے مدیر اعلیٰ جناب مولانا محمد یٰسین راہی صاحب درج ذیل مقامات پر خطباتِ جمعہ دیں گے، ان شاء اللہ۔

① ...... ٢٦ر مارچ کا جمعہ ......

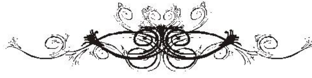
جامع مسجد اہل حدیث چک نمبر 96,15-L بوہڑ والا (میاں چنوں)

② ...... ١٠ر اپریل کا جمعہ ......

جامع مسجد محمدی اہل حدیث جہانیاں شہر۔ ہر دو مقامات کے قرب وجوار کے احباب بھرپور شرکت فرمائیں۔

محمد اسمٰعیل ساجد، نائب مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور

فون: 0333-8556472



مکتوبات

پاکستان کی تمام دینی سیاسی جماعتوں کے قائدین کے نام

ایک کھلا خط

ڈاکٹر زاہدہ المسلمہ (لیکچرار لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج امت مسلمہ من حیث المجموع تڑپ رہی ہے کہ وہ حرمت رسالت کے تحفظ میں ناکام دکھائی دے رہی ہے۔ عوام نے فروری اور اوائل مارچ ۲۰۰۶ء میں دینی ومذہبی اور سیاسی جماعتوں کی آواز میں اپنی آواز کو شامل کر کے امت مسلمہ کے حرمت رسول ﷺ پر ایک جاں ہونے کا ثبوت فراہم کیا اس تحریک کو آگے بڑھانے سے روکنے اور سنجیدہ مزاج طبقہ کو نفور کرنے کے لیے یا پھر مسلمانوں کو جنونی ثابت کرنے کے لیے جو سازشانہ اقدامات دورانِ احتجاج ہوئے وہ اپنی جگہ......، لیکن محسوس ہوتا ہے کہ سازشی اذہان تحریک کو سست کرنے میں کسی حد تک کامیاب رہے۔

دینی وسیاسی جماعتوں نے یکبارگی عوام پر معاشی بوجھ ڈالتے ہوئے پے در پے ہڑتال اور احتجاجی مظاہروں کا اعلان کر کے جذباتیت کا مظاہرہ کیا۔ کیوں کہ اس کے بعد پھر سے جماعتیں خاموش اور عوام غافل ہو گئے۔ کفار کسی بڑی کارروائی سے پہلے مسلمانوں کو بے حس کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا وہ وقتاً فوقتاً ایسی قابل نفرت حرکتیں کرتے رہیں گے۔ حال ہی میں اس غلیظ غلطی کا دوبارہ ارتکاب اور اس پر کافروں کا تبصرہ اس کا ثبوت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس گستاخی پر مسلسل، دماغوں کو مستقل طور پر بیدار، ہوشیار اور چوکنا رکھا جائے اور امت مسلمہ کے ایمانی جذبے کو مجاہدانہ طاقت یعنی قرآن وسنت کی اتباع کے احساس میں بدلا جائے۔ انفرادی واجتماعی طور پر حب رسول ﷺ پر جذبات کو مستقل بیدار رکھنے کے لیے کچھ تجاویز ہیں۔

اس کے لیے دو طرح کا پروگرام شروع کرنا ہوگا ایک عوامی بیداری کا اور دوسرا امت کی اجتماعی آواز کو پر اثر بنانے کا۔

① ...... انفرادی عوامی بیداری کے لیے ووٹنگ کا سلسلہ بھی بہتر اور مفید ہو سکتا ہے عوام سے خاکوں کی مذمت میں ووٹنگ کروائی جائے اور اس میں وسعت کے لیے تمام عوامی مقامات ...... دفاتر، تعلیمی اداروں، عدالتوں، کچہریوں، پارکوں میں Ballot Box رکھوائیں جائیں۔ اس کے لیے اخبارات کے ذریعے تشہیری مہم کے ساتھ ساتھ لٹریچر اور ہینڈ بلز وغیرہ بھی مقررہ مقامات پر تقسیم کیے جائیں جن میں خصوصی طور پر احیائے سنت کی تحریک کی ضرورت کو اجاگر کیا جائے۔

② ...... ان مقامات پر رسالت کی حفاظت، اس پر اسلامی حکم، شاتم رسول ﷺ کی مذمت میں شامل نہ ہونے پر وعید اور غیر مسلم طاقتوں کے مسلم کش اقدامات کی تفصیلات (مختصر مگر جامع) پر مشتمل Hand Bills تقسیم کیے جائیں۔ اس پر حکومت کو ساتھ ملا کر بہتر نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں ورنہ حکومت رکاوٹ بننے کی کوشش کرے گی۔ بہتر ہوگا کہ حکومت کی رضامندی کے ساتھ اداروں کے سربراہوں کو اس پر آمادہ کیا جائے۔ لیکن ممکن ہے حکومت شاتم رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے کے حکم والے Hand Bills تقسیم کرنے پر رضامند نہ ہو۔ اس کے لیے متاثر کن صلاحیت کے مالک ارکان اسمبلی سینیٹرز، بیورو کریٹ حضرات، اثر انداز ہو سکنے والے وکلاء، ججز اور کاروباری حضرات کو مہم جو بنا کر ساتھ ملایا جائے۔

③ ...... شاتم رسول ﷺ کی مذمت، اس کے واجب القتل ہونے کا حکم اور شاتم رسول ﷺ کو گرفتار کر کے مسلم حکومتوں کے حوالے کرنے کے مطالبہ پر مشتمل بینرز ملک بھر میں عوامی مقامات اور دفاتر میں اس کثرت سے لگائے جائیں کہ سیاسی جماعتیں اور مغربی ایجنڈا پر متحرک ہونے والی این جی اوز دفاعی سطح پر چلی جائیں اور آئندہ

انتخابات میں اسی طرح احترامِ رسالت کو بنیادی سلوگن بنالیا جائے جس طرح سابقہ انتخابات میں احترام عدالت کو بعض پارٹیوں نے سیاسی مفادات کے لیے بنیادی نعرہ بنالیا تھا۔

④...... ریٹائرڈ ججوں کی جیوری تشکیل دے کر شاتم رسول کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے اور اس کا فیصلہ حاصل کر کے عوامی بیداری کے لیے اُسے پھیلایا جائے۔اس کے لیے اخبارات اور پرائیویٹ ٹی۔وی چینلز پر اشتہاری مہم چلائی جائے۔ان اقدامات کے دوران عوام میں اس بات کو اجاگر کیا جائے کہ ''یا رسول اللہ ﷺ'' نہ کہنے والے گستاخ نہیں ہوتے بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور محبت میں کہیں بڑھ کر ہیں۔بریلوی علماء کے ساتھ میٹنگ کر کے اس مسئلہ کی نزاکت کے تحت اس بات پر اتفاق حاصل کیا جائے کہ اہل حدیث، دیوبندی اور بریلوی اختلافات کی بناء پر کی گئی تقاریر پر توہین رسالت کے غیر اصولی اور جھوٹے مقدمات درج نہ کیے جائیں۔کیوں کہ عالم کفر اگلا یہی قدم اٹھائے گا کہ بریلوی، اہل حدیث اختلافات بڑھا کر گستاخی رسول اللہ ﷺ کے مسئلہ میں ان میں پھوٹ ڈال دی جائے۔لہٰذا اس کا سد باب کرنا ضروری ہے۔ایسے ہی مسلمان محبّ رسول ﷺ کو گستاخ کہہ کر مشہور کرنے سے توہین رسالت کا کیس کمزور ہوتا ہے کیوں کہ درحقیقت یہ اہانت نہیں ہوتی۔پس بریلوی مکتب فکر کو اس طرف توجہ دلائی جائے اور عدلیہ کو بھی اس بات کا احساس دلایا جائے۔میرے خیال میں توہین رسالت ایکٹ میں ضروری ترمیم ضرور ہونی چاہیے تاکہ ماضی کی طرح آئندہ بریلوی حضرات جھوٹے مقدمات دائر نہ کر سکیں۔

⑤......عوام سے اتباع رسول اللہ ﷺ کے ضمن میں مغربی تہذیبی روایات، مثلاً خواتین و مرد حضرات کا نازیبا لباس، بسنت، ویلنٹائنز ڈے اور برتھ ڈے سے بائیکاٹ، ڈاڑھی، پردہ، گھروں کی تعمیر میں اسلامی فن تعمیر (جو کہ باپردہ ہوتا ہے)، افشائے سلام اور سلام کی بجائے Good morning وغیرہ کی نفی، رسول اللہ کی محبت میں دودھ کا مہمان نوازی وغیرہ میں استعمال اور Cold Drink کی بندش، میوزک کی اسلام میں حرمت اور غیر مسلموں کے ہتھکنڈے کے طور پر مسلمانوں میں رائج ''فیشن'' کی حقیقت، مسلم عورت کو دوپٹہ اوڑھانے کی عوامی مہم کا آغاز، اسلام پسند حلقوں کی مجلسوں میں مکمل طور پر Cold Drink کا استعمال ختم کرنے جیسے وعدے لیے جائیں۔جہاں یہ کام عوامی مجلسوں، جلسوں، Corner Meetings اور قائدین کی ذاتی تقریبات میں مفید رہے گا، وہاں اس کے لیے باقاعدہ فارم پر کرنے کی مہم بھی شروع کی جاسکتی ہے۔لیکن سب سے اہم قائدین کی اپنی تقریبات اور جن میں وہ شرکت کریں، میں کولڈ ڈرنک کا مقاطعہ عوام کے لیے بے پناہ اثرات کا حامل ہوگا۔

⑥......غیر ملکی یا ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مصنوعات کا مکمل طور پر بائیکاٹ سوائے دینی حلقوں کے چند افراد کے کوئی نہیں کر سکے گا۔لہٰذا اس کے لیے ایک اصول ہمیشہ مدنظر رکھا جائے۔

❀......ہر وہ چیز جس کے بغیر زندگی مشکل یا ختم ہوتی ہے وہ کم از کم ضرورت کے مطابق استعمال کریں۔

❀......اور ہر وہ چیز جس کی ضرورت نہیں مثلاً Pepsi وغیرہ کا استعمال ختم کر دیا جائے۔

اس طرح کیا گیا بائیکاٹ زیادہ مفید، مؤثر اور پائیدار رہے گا۔کیوں کہ ہمارے عوامی استعمال کی اکثر و بیشتر اشیاء ملٹی نیشنل کمپنیوں کی بنی ہوئی ہیں۔ایک لمبی فہرست اس وقت میرے آگے ہے اور میری رفیقات کے زیر استعمال یہ تمام اشیاء ہیں۔ان کے مقابلے میں پاکستانی اشیاء ناقص اور غیر معیاری ہیں کہ ان کے استعمال سے فائدے کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔میں نے اپنی رفیقات کو یہی مشورہ دیا ہے کہ ہر ممکن حد تک بچیں اور جس کا استعمال ضروری ہے صرف وہی کریں۔

البتہ ڈنمارک اور اٹلی کی اشیاء کا مکمل طور پر بائیکاٹ کریں لیکن اس کے لیے دینی جماعتیں اپنے محققین سے درست، واضح اور ان اشیاء کی مکمل فہرست تیار کروائیں جو مستند ہو اور وہ فہرست تمام قومی اخبارات میں طبع کروائی جائے۔اس کے ساتھ ساتھ دفاتر، اداروں، عوامی جلسوں اور Corner Meetings میں تقسیم کروائی جائے۔مجھے امید ہے عوام اس مہم کے لیے فنڈ بھی مہیا کر دیں گے ورنہ دو روپیہ مہم شروع کر دی جائے اور میرا خیال ہے اس سے حاصل ہونے والا فنڈ کافی ہوگا۔

⑦......عوامی بیداری کے لیے یہ بھی اہم ہے کہ ہفتے میں ایک

دن (تاجران سے مل کر طے کیا جائے) صرف دو گھنٹے کے لیے تمام مارکیٹیں بند کردی جائیں۔ اس کے لیے ٹائم رہ رکھا جائے جو عام خریداری کا نہ ہو۔اس سے مختلف فوائد حاصل ہوں گے۔

⦿......تاجران اورعوام اس مہم سے الگ تھلگ نہ ہوں گے۔

⦿......قومی معیشت کا نقصان نہ ہوگا۔

⦿......چھوٹے دکاندار اس پر بخوشی عمل درآمد کریں گے۔

⦿......حکومت کو عوام کے جذبات سے آگاہی کا سلسلہ ختم نہ ہوگا۔

⦿...... عالمی اداروں اور غیر مسلم اقوام تک احتجاجی آواز بھی پہنچتی رہے گی۔

⦿......یہ سلسلہ تادیر قائم کیا جاسکتا ہے۔

⑧......طلباء وطالبات کے درمیان ''حب رسول'' اور ''شتم رسول'' پر مقابلہ تقاریر، مباحثہ جات اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے عربی قصیدوں پر مقابلہ نعت خوانی کروایا جائے۔ نیز رسول اللہ ﷺ کی تعریف وتحسین اور ان کو تکلیف دہی سے اجتناب کے الٰہی حکم پر مشتمل آیات کے مقابلہ حسن قرأت یا محافل قرأت کا انعقاد کروایا جائے اور اس میں انعامات رکھے جائیں۔ ممکن ہو تو عالمی سطح پر بھی اس کی داغ بیل ڈالی جائے۔ آخر پر مذہبی قرارداد اور ایک درس اس موضوع پر ضرور رکھا جائے۔ اخبارات کے مدیران سے مل کر انہیں قائل کیا جائے کہ ان اقدامات کی خبریں ''سلسلہ تحریک ناموس رسالت'' کے عنوان سے صفحہ اول پر شائع کی جائیں۔

⑨......اخبارات کے مدیران کو ترغیب دی جائے کہ وہ روزانہ اپنے ادارتی صفحات پر ایک آرٹیکل اس حوالے سے شائع کریں خواہ انہیں خود لکھوانا پڑے۔ اہم آرٹیکلز مکرر شائع کردیئے جائیں تو میرا خیال ہے کہ کوئی مضائقہ نہ ہوگا کیوں کہ بسا اوقات بہت سے لوگ اخبار نہیں پڑھ پاتے۔

⑩...... اس طرح کے مقابلہ جات اساتذہ کرام، دفتری عملہ جات، تاجران اور دیگر محکموں کے اہلکاروں میں بھی کروائے جائیں۔ لیکن یہ سب اس خاص وقفے سے کروائے جائیں کہ یہ سلسلہ جلد ختم نہ ہوسکے۔ حکومت کو مجبور کیا جائے کہ قومی اور صوبائی سطح پر شاتم رسول کی مذمت پر کانفرنسز کروائے اور اس میں پوزیشن اپنے سیاسی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر شامل ہوتا کہ یہ اہم موقع ضائع نہ ہو۔

⑪...... جارحانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے تمام دینی وسیاسی جماعتوں کے مذہبی ونگ کا اجلاس منعقد کرکے شاتم رسول کے قتل کا فتویٰ حاصل کرکے اخبارات میں شہ سرخیوں اور بڑے بڑے اشتہارات کے ذریعے تشہیر کروائی جائے۔ اخبارات کے مالکان سے ان اشتہارات کے لیے فی اللہ یا نصف معاوضے پر معاملت کی جائے۔

⑫......ناموسِ رسالت کی تحریک محض نعروں اور جذبوں کی تحریک نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس کا اصل، چبھتا ہوا اور کافروں کے لیے انتہائی تکلیف دہ ردّعمل تو سیرت محمدیہ پر عمل ہوگا۔ اہانت کے قابل نفرت بہتے لاوے کے آگے بند باندھنے کا سب سے عمدہ حل یہی ہے اور ان شاء اللہ اس ردّعمل کے بعد کافرلعین دوبارہ ایسی غلیظ حرکت کرنے پر جلدی آمادہ نہ ہوگا۔ اگر ہم ناموس رسالت کی تحریک کو محمد رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے احیاء اور مسلم عوام کی اسلامی بیداری کی تحریک بنانے میں کامیاب ہوسکے تو اہل کفر یہ نہ سمجھیں گے کہ مسلم امت کا احتجاج عوامی جذبات کا ایک ریلہ تھا جو بہہ گیا۔ کیوں کہ ماضی کے تمام واقعاتی دائرے اس بات پر میرا یقین پختہ کردیتے ہیں کہ کفار، مسلم عوام کو جذبات سے عاری کرنے کے لیے شدید سے شدید تر شوشے چھوڑتے رہتے ہیں تاکہ مسلمان نعرہ بازی کرکے جذبات ٹھنڈے کریں اور پھر سمندر پر بن جانے والی جھاگ کی طرح بے ضرر رہتے ہوئے ختم ہوجائیں۔ اسرائیل کا مسئلہ ہم سب کے سامنے ہے عوام میں اس کا نام تک سننے کا حوصلہ نہ تھا، اور کہاں یہ دن کہ ہماری حکومت ان کے ساتھ اٹھک بیٹھک کرے، اور عوام خون کے گھونٹ پی کر رہ جائیں۔ اس لیے ہمیں کفار کی سازش کو ہر صورت میں ناکام بنانا ہوگا۔

لہٰذا کوئی ایسا پروگرام وضع کیا جائے جو جامع، پائیدار اور مستقل ہو اور عوامی جذبات محض جلوسوں کے ہلے گلے کی نذر ہوکر نہ رہ جائیں۔ عوامی بیداری کا ایک جامع منصوبہ جو میرے ذہن نے اختراع کیا ہے وہ میں نے آپ (دینی جماعتوں کے قائدین) کے سامنے رکھ دیا ہے تاکہ ہم (عوام) اپنے حصے کا، آپ اپنے حصے کا کام کرسکیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ رسول ﷺ سے محبت کا ثبوت دیتے ہوئے اس پر مخلصانہ غور فرمائیں گے اور اسے قابل عمل بنانے کے لیے کوئی رنگ دیں گے۔

اللہ ہمارا حامی وناصر ہو اور دشمنانِ رسول کو نامراد وخاسر کرے۔

موعظت وعبرت

اصلاحِ معاشرہ کی ایک اہم بنیاد

ایمان بالآخرۃ

مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ

ایک شخص کے بدن پر پھوڑے پھنسیاں نکلی ہوئی ہوں تو اس کے علاج کی تین شکلیں ہوسکتی ہیں:

① ......ایسی دوائیں استعمال کرائی جائیں جن سے خون کا فساد دور ہو اور اندرونی اصلاح سے ظاہری جلد کی خرابیوں کا بھی ازالہ ہوجائے۔

② ......صرف ظاہری چیر پھاڑ اور مرہم پٹی سے کام لیا جائے۔

③ ......ابتداءً پوری توجہ کے ساتھ مصفی خون دوائیں پلائی جائیں ان کے استعمال کے باوجود کچھ کسر رہ جائے تو پھر نشتر لگا کر باقی ماندہ پھوڑے پھنسیوں کو ختم کیا جائے۔

اسلام نے معاشرہ کے اخلاقی پھوڑے پھنسیوں کے علاج کے لیے تیسری صورت اختیار کی ہے۔

اسلام معاشرے کی اصلاح کے لیے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے بعد سب سے زیادہ زور ایمان بالآخرۃ پر دیتا ہے۔ حقیقت میں آخرت کا عقیدہ ہی انسان کی زندگی میں خوش گوار انقلاب لاسکتا ہے اور انسانی سیرت میں مؤثر تبدیلی پیدا کرسکتا ہے۔

قرآنِ مجید میں آخرت کی تفصیلات کو بار بار دہرایا گیا ہے، خصوصاً مکی سورتوں میں اس عنوان کے ماتحت جتنی وضاحت کی گئی ہے اتنی کسی دوسرے عنوان کی تشریح میں نہیں ملے گی۔ مدنی سورتوں میں بھی انفرادی اور اجتماعی مسائل کے بیان کے بعد آخرت کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ کیوں کہ اس کے بغیر نہ فرد کی اصلاح ہوسکتی ہے اور نہ اجتماعی مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً:

① ......سورہ بقرہ میں نکاح وطلاق کے مسائل اور زکوٰۃ اور سود کے بارے میں ہدایات دینے کے بعد فرمایا:

﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۣ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ [البقرۃ:۲۸۱]

''ایسے دن سے چوکنے رہو جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری واپسی ہوگی پھر ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ مل جائے گا۔''

② ......سورہ نور میں معاشرتی مسائل بیان کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَ يَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ [النور:٦٤]

''سن لو! بلاشبہ اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ جانتا ہے جس طریقہ پر تم کاربند ہو، اور جس دن اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے، وہ جو کچھ بھی لوگوں نے عمل کیا ہے اُسے جتلا دے گا اور وہ ہر چیز کا جانتا ہے۔''

جزا وسزا کا معاملہ صفت علم اور صفت قدرت پر منحصر ہے اس لیے بعض سورتوں کے شروع میں اور اخیر میں ان صفات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء:١]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے یعنی تمہارے ہر عمل سے باخبر ہے۔''

اسی سورت کے آخر میں فرمایا:

﴿ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ [النساء:١٧٦]

''اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

ظاہر ہے کہ جو ہستی ہر چیز سے باخبر ہو اس کے قانون جزا وسزا میں

ناانصافی کیسے ہوسکتی ہے۔سورہ مائدہ کے اخیر میں فرمایا:

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِيْهِنَّ ؕ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [المائدة: ۱۲۰]

''زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے اس کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

صفت قدرت کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قانونِ جزا وسزا کے نفاذ میں کوئی بڑی سے بڑی چیز بھی رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ قرآنِ مجید کے اس اندازِ بیان سے جو سیرت بنتی ہے وہ اپنے ظاہر و باطن کے لحاظ سے انتہائی پائیدار ہوتی ہے۔

قرآنِ مجید کے اس حکیمانہ انداز کے باوجود جو طبیعتیں متاثر نہیں ہوتیں اور جن کی باغیانہ، متکبرانہ روش میں کوئی انقلاب رونما نہیں ہوتا ان کی اصلاح اور معاشرے کو ان کے شر سے بچانے کے لیے جراحی کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔اس جراحی کی تفصیلات، قانونِ تعزیرات کی شکل میں قرآن وسنت میں موجود ہیں۔

قرآنِ حکیم نے ایمان بالآخرۃ کے ذریعہ سیرت سازی کا جو مؤثر طریقہ پیش کیا ہے اُسی کی بنا پر ایسے لوگ اسلامی تاریخ میں ملتے ہیں، جنہوں نے خود اپنے آپ کو سزا کے لیے اسلامی عدالت کے سامنے پیش کر دیا۔

حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ سے ایسا گناہ ہوگیا تھا جس کی سزا اسلامی قانون میں سنگسار کرنا ہے۔انسانی کمزوری کی بنا پر ان سے ایک جرم سرزد ہوگیا، لیکن بعد میں خوفِ آخرت غالب آیا اور بغیر کسی ظاہری دباؤ کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔رسول اللہ ﷺ نے اس بنا پر کہ شائد کوئی مغالطہ ہوگیا ہے انہیں ٹالنا چاہا لیکن ان کی طرف سے برابر یہی اصرار رہا کہ اسلامی حد جاری کر کے مجھے پاک کر دیا جائے۔

اسی طرح عہدِ نبوی میں ایک خاتون سے بھی اسی قسم کا گناہ ہوگیا تھا، وہ خود آنحضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئیں آپ نے ان کو بھی ٹالنا چاہا لیکن وہ اپنے مطالبے پر ڈٹی رہیں۔آپ کو بتایا گیا کہ یہ خاتون امید سے ہے، اس پر آپ نے اس خاتون سے کہا جاؤ! وضع حمل کے بعد آنا، اُس نے یہ چند ماہ انتہائی بے چینی کی حالت میں گزارے اور وضع حمل سے فارغ ہوتے ہی حد جاری کرانے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئی۔آپ نے فرمایا جاؤ، ابھی اس بچے کو دودھ پلاؤ جب وہ روٹی کھانے لگے تب آنا، کچھ عرصہ کے بعد بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دے کر پھر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور اس نے انتہائی بے تابانہ انداز میں کہا:

طهّرني يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ۔

''اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے پاک کر دیجیے۔''

إن عذاب الدّنيا أهون من عذاب الآخرة ۔

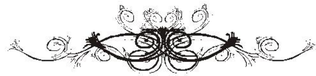
دنیا میں پتھروں کی مار برداشت ہوسکتی ہے لیکن آخرت میں جہنم کے شعلوں کی گرمی سہارنے کی تاب کس میں ہے۔

کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے کہ

لا يصلح آخر هذه الأمّة إلا بما صلُح به أوّلُها ۔

یعنی اس امت کے پچھلے لوگوں کی اصلاح اسی طریقہ سے ہوسکتی ہے جس طریقے سے پہلوں کی اصلاح ہوئی ہے۔''

یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ جب تک کہ قرآنی تعلیم اور رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق آخرت کا یقین دلوں میں پیوست نہ کیا جائے اور عام معاشرہ میں یوم الحساب کے شعور کو بیدار نہ کیا جائے، معاشرے کی مؤثر اور پائیدار اصلاح نہیں ہوسکتی۔



پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ کا اعزاز

وفاقی حکومت پاکستان، اسلام آباد میں ہر سال سیرت النبی ﷺ کے سلسلے میں لکھی گئی کتب پر ۱۲۔ ربیع الاوّل کو صدارتی ایوارڈ کا اعلان کرتی ہے۔امسال ۱۴۳۱ھ کو پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ کی سیرت النبیؐ کے سلسلے میں لکھی گئی کتاب ''نبی کریم ﷺ بحیثیت والد'' کو صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔ اراکین ادارہ ''الاعتصام'' سیرت ایوارڈ ملنے پر مکرم ومحترم پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔[ادارہ]

یادِ رفتگاں

علامہ کبیر محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ

از: تنزیل الرحمٰن صدیقی

خاک سہسوان سے متعدد ایسے ذرے اٹھے جو آسمان علم پر آفتاب بن کر چمکے اور جن کی ضوفشانیوں نے ایک عالم کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ مولانا سید امیر حسن، مولانا سراج احمد، مولانا عبدالباری، مولانا اعجاز احمد، مولانا نظر احمد، مولانا اقتدار احمد وغیرہم کا شمار ایسے ہی ارباب علم و عمل میں ہوتا ہے۔ تاہم وہ فرد فرید جو سہسوان کی فضائے علمی پر نیّر اعظم بن کر چمکا اور جس کا شہرۂ علم وفضیلت ناموران سہسوان کے حلقے میں سب سے وسیع تر قرار پایا...... علامہ کبیر محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ ...... کی ذات گرامی ہے۔ سہسوان بھارت کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع بدایوں کے اطراف میں واقع مشہور خطہ ہے۔ یہاں زمانہ قدیم ہی سے سادات حسینی وشیوخ صدیقی وفاروقی کے خانوادے آباد ہیں اور ان خانوادوں میں باہم اس کثرت سے مصاہرانہ تعلقات قائم ہوئے کہ من تو شدم تو من شدی کا مصداق بن گئے ہیں۔

مولانا محمد بشیر نسبی اعتبار سے فاروقی تھے۔ مولانا موصوف کے دادا بزرگوار مولانا صدر الدین عنفوانِ شباب میں تھانیسر (مشرقی پنجاب) سے ہجرت کر کے سہسوان تشریف لائے۔ سہسوان میں مقیم ایک بزرگ مولانا شرف علی نے موصوف کے اعلیٰ اخلاق و کردار کو ملاحظہ کرتے ہوئے اپنی صاحبزادی ان کے حبالۂ عقد میں دیدی۔ مولانا شرف علی سادھوڑا (پنجاب) سے رنجیت سنگھ کے ابتدائی عہدِ حکومت ہی میں ہجرت کر کے سہسوان تشریف لائے تھے۔ رنجیت سنگھ کے مظالم نے پنجابی مسلمانوں کے جان و مال سے کہیں بڑھ کر ان کے دین وایمان کو زک پہنچائی۔ مولانا شرف علی جیسے صاحبِ بصیرت نے بہت پہلے اس خطرے کو بھانپ لیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اپنی تمام جاگیر و جائیداد سے دست بردار ہو کر اپنے متعلقین وخاص خدمت گزاروں کے ہمراہ وہاں سے ہجرت فرمائی۔ اس طرح سہسوان ان کا مستقر ٹھہرا۔ سہسوان میں مولانا شرف علی اور ان کے خاندان کی قدر افزائی ہوئی۔ یہاں کے معزز خانوادوں نے مولانا شرف علی کے گھرانے سے مصاہرانہ تعلقات قائم کیے۔ مولانا حکیم عبدالباقی سہسوانی، مولانا شرف علی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''بڑے موحد ودیندار تھے۔ عوام کو شرک ورسومات مبتدعہ سے زجر ومنع فرماتے تھے۔'' [حیاۃ العلماء، ص: ۴۰، ۴۱]

مولانا محمد بشیر کے والد محترم مولانا حکیم بدرالدین سہسوانی نے علمائے دہلی سے کسبِ علم کیا۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی سے طب کی تحصیل کی۔ شیخ الرئیس بوعلی سینا کی ''القانون'' بالاستیعاب پڑھی۔ تکمیل وفراغ کے بعد شاہان اودھ کے دربار سے وابستہ ہوئے۔ ماہرِ فن طبیب تھے۔ اللہ نے دستِ شفا کی دولت سے نوازا تھا۔ امراء واعیان سلطنت گرویدہ ہوگئے۔ علم طب پر ان کی وسعتِ نظر کا زمانہ معترف تھا۔ دربار اودھ سے انہیں خان کا خطاب ملا تھا۔ چند ایک بار مرض سرطان (کینسر) میں مبتلا ہوئے لیکن خود اپنے ہی علاج سے شفایاب ہوئے۔ تا آنکہ بمقام سندیلہ (اتر پردیش) ۱۲۶۰ھ کو مرضِ سرطان ہی میں مبتلا ہو کر وفات پائی۔ حکیم بدرالدین کو اللہ ربّ العزت نے چار صاحبِ علم وعمل صاحبزادوں سے نوازا تھا۔ مولانا حکیم خورشید حسن، مولانا حکیم محمد نذیر، مولانا محمد بشیر محدث اور مولانا حکیم مظہر علی۔

یہاں ثالث الذکر علاّمہ کبیر محمد بشیر محدث سہسوانی کا تذکرہ قدرے تفصیل سے کرنا مقصود ہے۔

ولادت وابتدائی حالات:

مولانا محمد بشیر سہسوان میں پیدا ہوئے۔ سنِ ولادت سے متعلق

تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے۔مولانا محمد بشیر کے ہم وطن اور تلمیذِ رشید مولانا حکیم عبدالباقی لکھتے ہیں:

''ولادت شریف وسط صدی سیز دہم میں ہے۔وقت وفاتِ پدر رحمہ اللہ آپ کا سن آٹھ نو سال سے زیادہ نہ تھا۔''

[حیاۃ العلماء،ص:۹۰]

صاحبِ ''نزہۃ الخواطر'' نے سن ولادت ۱۲۵۴ھ لکھا ہے، اور ''تذکرہ علماء حال'' میں مولانا محمد ادریس نگرامی نے ۱۲۴۰ھ کو مولانا بشیر کا سنِ ولادت قرار دیا ہے۔تاہم مولانا حکیم عبدالباقی کے بیان ہی کو ترجیح حاصل ہے۔اور غالب قرینہ یہی ہے کہ ۱۲۵۱ھ کے لگ بھگ مولانا محمد بشیر کی ولادت ہوئی ہوگی۔

زندگی کے ابتدائی ایام والد کے سایہ عاطفت میں لکھنؤ میں گزارے، تآنکہ تقریباً نو برس کی عمر میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔تب والدہ کے ساتھ سہسوان چلے آئے۔

کسبِ علم کے مختلف مراحل:

سہسوان آ کر پہلے پہل مولانا سید امیر حسن سہسوانی سے کسب علم کیا۔پھر ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی کی یورش کے اختتام پر اعلیٰ تعلیم کی تحصیل کے لیے لکھنؤ تشریف لے گئے۔لکھنؤ میں بعض علمائے فرنگی محل اور مفتی واجد علی بنارسی سے اخذ علم و فن کیا۔متھرا میں اپنے چچازاد بھائی حکیم نورالحسن سہسوانی سے کسب علم کیا۔ادب اور جملہ معقولات کی تحصیل مولانا ہدایت اللہ خان رامپوری سے کی۔

سیّد نذیر حسین محدث دہلوی کی خدمت میں:

اس کے بعد دہلی میں شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بابِ علم پر حاضری دی اور ان سے کتب حدیث و تفسیر پڑھیں۔سید نذیر حسین، مولانا محمد بشیر پر خصوصی توجہ فرماتے تھے اور ان کی ذہانت و فطانت سے بہت خوش ہوتے تھے۔مولانا محمد بشیر کے چچا حکیم نیاز احمد سہسوانی سے میاں نذیر حسین نے اپنے زمانہ طالب علمی میں ''شرح سلم ملاحسن''، ''کلیات نفیسی'' وغیرہا پڑھی تھیں۔یہ تعلق بھی مزید قربت کا باعث بنا۔

دیگر اساتذۂ حدیث:

سیّد نذیر حسین محدث دہلوی کے علاوہ علامہ محمد بشیر کو قاضیٔ یمن و بھوپال شیخ حسین بن محسن یمانی انصاری سے بھی سند و اجازۂ حدیث حاصل تھا۔اسی طرح جب علامہ سہسوانی حجاز مقدس تشریف لے گئے تو وہاں علامۂ نجد شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ الشرقی نجدی اور شیخ محمد بن عبد الرحمان انصاری سہارن پوری ثم مکی سے بھی شرفِ تلمّذ حاصل ہوا اور ان بزرگانِ عالی قدر سے سندِ حدیث کی عام اجازت ملی۔

تمسک بالکتاب والسنۃ کا شوق:

مولانا محمد بشیر ابتداء میں کچھ عرصہ تک شاہراہ تقلید پر بھی گام فرسا رہے لیکن پھر اپنے ایک پیش رَو سہسوانی عالم مولانا سیّد امیر حسن کی ترغیب سے نہایت جرأت و پامردی کے ساتھ تمسک بالکتاب والسنہ کی روش اختیار فرمائی۔مسلک اصحاب الحدیث کی تائید میں مولانا موصوف کی تصنیفات کا ایک ایک ورق شاہد ہے۔مولانا حکیم عبدالباقی سہسوانی لکھتے ہیں:

''بعدِ فراغ درس اوّلاً علوم عقلیہ منطق و فلسفہ و علم ادب و فقہ و اصول میں زیادہ انہاک ہوا۔موافق مذہبِ حنفی کتبِ فقہ کے مطابق فتوے تحریر فرماتے تھے۔مولانا سیّد امیر حسن کے فیضِ صحبت سے دینیات کا مذاق غالب ہوا اور جادۂ تحقیق کی جانب قدم بڑھایا۔قرآن و حدیث کا اتباع مطمحِ نظر ہوا اور ہر مسئلہ میں کتاب و سنّت کی طرف رجوع کیا۔مسائل جزئیہ و فرعیہ قرآن پاک سے مستنبط فرماتے اور بقوت مجتہدانہ عمل بالحدیث و ترک آراو تقلید شخصی کو واجب سمجھتے تھے۔'' [حیاۃ العلماء،ص:۹۱]

تدریس:

علاّمہ محمد بشیر بنیادی طور پر ایک مدرس تھے۔تکمیل علم کے بعد ان کی پوری زندگی طلاب علم کو اپنے فیض علمی سے مستفیض کرنے میں گزری۔پہلے پہل موجودہ بنگلہ دیش کے ایک مقام سلہٹ میں ایک برس کامل خدمت تدریس انجام دی۔اس کے بعد ایک برس تک سہسرام صوبہ بہار میں غلغلہ تدریس بلند کیا۔اس کے بعد تقریباً ۱۵ برس تک اکبر

آباد (آگرہ) میں سینٹ جانس کالج میں عربی و فارسی کے پروفیسر رہے۔ کالج کے بعد فارغ وقت میں بھی مستند طلباء کا ایک ہجوم مولانا کو گھیرے رہتا اور طلابِ علم کے اس مجمع کے درمیان یہ چشمہ خورشید اپنے انوارِ علمی کی کرنوں کو بکھیرتا رہتا۔ مولانا سید امیر احمد سہسوانی نے اسی زمانہ میں مولانا محمد بشیر سے اخذ علم کیا۔ خاندان اطبائے آگرہ کے متعدد منتہی طلبہ علامہ سہسوانی کے فیضِ علم سے مستفید ہوئے۔ حکیم مبارک علی اور حکیم معصوم علی کا شمار تلامذۂ خاص میں ہوتا ہے۔ قیام آگرہ کے زمانہ ہی میں فریضۂ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

بھوپال تشریف آوری:

یہ زمانہ ریاست بھوپال میں نواب صدیق حسن خاں کی علم پروری اور سرکار عالیہ شاہجہاں بیگم کی قدر افزائی کا زمانہ تھا۔ اور

نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے کی

چنانچہ ۵ محرم ۱۲۹۵ھ کو نواب صاحب کی خواہش پر آگرہ سے ترک سکونت کر کے بھوپال تشریف لے آئے۔ نواب صاحب نے مولانا کا بدرجہ غایت اعزاز و اکرام کیا اور تمام مدارس کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ بھوپال ہی میں مولانا محمد بشیر نے قاضی یمن شیخ حسین بن محسن یمانی ثم بھوپالی سے سند حدیث لی۔ قیام بھوپال ہی کے زمانے میں دوسری بار حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کیا۔

بھوپال ہی کے زمانہ قیام میں نواب صاحب اور مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے مابین وہ مشہور تاریخی تحریری مناظرہ ہوا جو ہندوستان کی علمی دنیا کا یادگار واقعہ ہے۔ اس مناظرے میں طرفین کی جانب سے متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ علامہ عبدالحی نے ''إبراز الغي'' میں اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ حضرت نواب صاحب کے پردے میں مولانا محمد بشیر اصل مناظر ہیں۔ تاہم مولانا محمد بشیر نے اس خیال کو نہایت خوبی سے رفع کیا کہ بقول مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی:

''ہر دو اصحاب کی صلح سے گویا قران السعدین کرانے کی سعادت حاصل کی۔'' [تراجم علمائے حدیث ہند: ۱/۲۵۱]

فاضل فرنگی محلی سے مناظرہ:

مولانا محمد بشیر صاحب جب حجاز مقدس سے فریضہ حج بیت اللہ کی ادائیگی کی سعادت حاصل کر کے واپس آئے تو ایک مختصر رسالہ ''القول المحكم في زيارة قبر الحبيب الأكرم'' تالیف کر کے شائع کیا۔ اس پر مولانا ابوالحسنات عبدالحی حنفی فاضل فرنگی محلی سے معرکۃ الآراء مناظرہ ہوا۔

فاضل لکھنوی نے ''الكلام المبرم في رد القول المحكم'' لکھی۔ اس کے جواب میں حضرت سہسوانی نے ''القول المنصور'' تالیف فرمائی۔ اس کا جواب علامہ فرنگی محلی نے ''الكلام المبرور في رد القول المنصور'' کے نام سے دیا۔ اس کے جواب میں علامہ سہسوانی نے ''إتمام الحجة على من أوجب الزيارة مثل الحجة المعروف بالسعي المشكور'' لکھ کر گویا خاتمہ سخن ہی کر دیا۔ اگرچہ اس کا جواب بھی ممدوح لکھنوی نے ''المذهب المأثور في الرد على السعي المشكور'' کے نام سے دیا مگر اس حد تک مبہم کہ درخور اعتنا نہ سمجھا جا سکا۔ تاہم اس کا بھی جواب علامہ سہسوانی نے رقم فرما لیا تھا لیکن طباعت کی نوبت ہی نہ آئی۔ (حیاۃ العلماء، ص: ۹۲)

بایں ہمہ ان اکابر و اعلام کے مابین ہونے والے یہ مناظرے دائرہ علم و اخلاق میں تھے۔ انہیں عہد حاضر کے علماء کے مابین ہونے والے مناقشات پر قیاس کرنا درست نہیں۔ ۱۳۰۶ھ میں جب علامہ عبدالحی فرنگی محلی کی وفات ہوئی تو نواب صاحب کو حد درجہ تاسف ہوا۔ انہوں نے اس رات شدت احساس سے کھانا بھی تناول نہیں فرمایا اور علامہ عبدالحی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ اس طرح مولانا محمد بشیر بھی ان مناظروں کے بعد جب کبھی لکھنؤ تشریف لے جاتے تو علامہ عبدالحی کے مہمان ہوتے۔ فاضل لکھنوی باصرار تمام کئی کئی دن تک مولانا بشیر کو اپنا مہمان بنائے رکھتے۔

مرزا قادیانی سے مناظرہ:

علامہ محمد بشیر سہسوانی کی زندگی کا ناقابل فراموش محاضرۂ علمی مرزا قادیاں غلام احمد سے مناظرہ تھا۔ مرزا نے تو محض تفنن کیا تھا، تاہم علامہ سہسوانی نے اس تفنن کو ہند کی علمی تاریخ کا ایک یادگار واقعہ بنا دیا۔ یہ وہ

زمانہ تھا کہ جب دجال کاذب غلام احمد نے اپنے دعوائے نبوت سے برصغیر پاک و ہند کی مسلم معاشرت کو سخت بے چین کر رکھا تھا۔ مرزا قادیانی دہلی پہنچا اور وہاں شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کو مناظرے کے لیے اشتہار دیا۔ اس چھیڑ چھاڑ کا نتیجہ یہ نکلا کہ دہلی میں شیخ الکل کے نامور تلامذہ محققین کی ایک جماعت جمع ہوگئی۔ بھوپال سے مولانا محمد بشیر بھی دہلی تشریف لے گئے۔ مرزا صاحب اپنا اصل مسئلہ صرف وفات مسیح کو قرار دیتے تھے۔ چنانچہ یہی مسئلہ زیر بحث آیا۔ مولانا بشیر حیات مسیح کے مدعی بنے۔ مولانا محمد بشیر نے بلامشروط مرزا کی تمام شرائط مان کر مناظرہ کیا۔ یہاں یہ ذکر بے محل نہیں کہ مرزا صاحب کا وطیرہ یہی تھا کہ پہلے وہ نامۂ گرامی علمائے اعلام کو مناظرے کی دعوت دیتا، جب دوسری جانب سے دعوت مناظرہ قبول کر لیا جاتا تو مرزا کی لایعنی شروط کا سلسلہ شروع ہو جاتا تاکہ مرزا کو بھاگنے کا موقع مل سکے، یہاں بھی اس نے یہی کیا، لیکن مولانا محمد بشیر سہسوانی جیسے اکابر علم کے لیے مرزا کی یہ طفلانہ شرائط کیا حیثیت رکھتی تھیں۔

بہرحال تحریری مناظرہ ہوا۔ مرزا نے ﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾ سے وفات مسیح علیہ السلام پر استدلال کیا۔ علامہ سہسوانی نے آیت کریمہ ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ سے مرزا کے استدلال کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اب مرزا نے دور از کار تاویلات کے دروازے کھول دیے۔ لیکن ادھر بھی ایک فاضل مجتہد تھا۔ شک وارتیاب کے ہر کانٹے کو نکال پھینکا۔ جب مرزا نے دیکھا کہ شکست یقینی ہے تو اپنے خسر کی بیماری کا بہانہ بنا کر بھاگنے میں عافیت سمجھی اور آناً فاناً دہلی سے روانہ ہوگیا۔

مولانا سہسوانی نے خسر کی مناسبت سے آیت ﴿خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ﴾ پڑھی۔ یہ مناظرہ چھ دن جاری رہا۔ مرزا کے فرار کے بعد فاضل سہسوانی نے دو دن مزید دہلی میں قیام فرمایا اور اس کے بعد بھوپال واپس آئے۔ اس مناظرے کی تفصیل "الحق الصريح في إثبات حيات المسيح" کے عنوان سے مولانا محمد بشیر نے شائع کی۔ یہ ١٣٠٩ھ کا زمانہ تھا۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مولانا محمد بشیر کا شمار اولین علمائے ذی اکرام میں ہوتا ہے جنہوں نے ابتدائے آغاز ہی میں مرزا کے جھوٹے دعاوی کے خلاف اپنی خدمات انجام دیں۔

اجتہاد وشذوذ:

مولانا محمد بشیر مجتہدانہ علم و بصیرت کے حامل عالم تھے۔ ان کے شذوذ میں قربانی سے متعلق یہ مسئلہ بالخصوص لائق ذکر ہے کہ وہ ذی الحجہ کی آخری تاریخ تک فریضہ قربانی کی ادائیگی کے قائل تھے۔ اس پر ایک رسالہ "جواز الأضحية إلىٰ آخر ذي الحجة" تالیف فرمایا۔ اس مسئلے میں مولانا محمد بشیر کے استاد گرامی شیخ حسین بن محسن یمانی بھی مولانا موصوف کے برعکس رائے رکھتے تھے۔ اسی طرح مولانا کے ہمشرب عالم مولانا ابوالمکارم محمد علی مئوی نے مولانا محمد بشیر کی تردید میں "عمدة التحقيق في إثبات الضحايا إلىٰ آخر أيام التشريق" لکھی۔ تاہم استاد و شاگرد اور ہم مشرب علماء کا یہ اختلاف بھی محض علمی تھا۔ اس کی تہہ میں کوئی ذاتی رنجش نہ تھی۔

بھوپال سے دہلی تشریف آوری:

١٣٠٧ھ میں جب نواب صدیق حسن خاں کا سانحہ وفات ہوا تو بھوپال میں اہل علم کے حلقے میں مایوسی پھیلنے لگی۔ مولانا بشیر بھی اس صورت حال سے دلبرداشتہ ہوئے اور رخت سفر تیار کیا، تاہم حضرت علیا نواب شاہجہاں بیگم نے رخصت کی اجازت نہ دی۔ مولانا امام خاں نوشہروی لکھتے ہیں:

> "اس زمانہ میں ہر دوشنبہ کو تاج محل میں آپ کا وعظ مقرر تھا۔ جس میں سرکار عالیہ جملہ خواتین و بیگمات محل شریک ہوتیں۔ وعظ کی تاثیر اور انداز بیان کا یہ عالم تھا کہ رونے کی آوازیں بلند ہونے لگتیں، تآنکہ اس طرح بارہ سال اور منقضی ہوئے اور حضرت علیا بیگم کی شمع حیات بھی بجھ گئی۔ اب نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ کا زمانہ آیا۔ جس میں طرز حکومت آئین جدید کے ماتحت بدلنا شروع ہوا۔ ادھر علمائے اسلام ایک ایک کر کے

بھوپال سے رخصت ہونے لگے۔ ممدوح مرحوم نے بھی اس افراتفری میں رخت سفر باندھ لیا۔ مدت سے اہلیان دہلی جو حضرت علیا نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ کے زمانہ سے آپ کو دہلی لے جانے کے خواہاں تھے۔اب موقع دیکھ کر مصر ہوئے۔جس پر آپ دہلی تشریف لے آئے اور مسجد حوض والی (نئی سڑک) میں متمکن ہوئے۔ جہاں ۲ سال تک درس حدیث وتفسیر و اشاعت افتا فرماتے رہے۔'' [تراجم علمائے حدیث ہند:۱/۲۵۲]

بھوپال میں مولانا محمد بشیر کے قیام کی مدت بقول مولانا محمد حکیم عبدالحی حسنی ۳۰ برس اور بقول مولانا امام خاں نوشہروی ۲۴ سال رہی۔ واللہ اعلم بالصواب

دہلی میں مولانا بشیر نے اپنے استاد گرامی کی مسند تدریس کو نئے سرے آراستہ کیا اور تاحین حیات اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی نبھایا۔

اعتراف علم وفضل:

علامہ شہیر محمد بشیر سہسوانی صاحب علم وفضل تھے۔ان کی فضیلت علمی وکمال جامعیت کا اعتراف ان کے اساتذہ ومعاصرین اور تمام سوانح نگاروں نے کیا ہے۔

❀......مولانا محمد بشیر کے استاذ گرامی سید نذیر حسین محدث دہلوی نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ کو لکھتے ہیں:

''عرض یہ ہے کہ جناب مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی ممدوح کو تکمیل تفسیر کے لیے جناب علامہ نواب صدیق صاحب فاضل مرحوم ومغفور کے لیے حکم سرکار دولت مدار سے صادر ہو کہ جو تفسیر باقی رہ گئی ہے اس کو مولوی صاحب موصوف پورا کریں۔ کیونکہ جناب مولوی صاحب ممدوح مزاج داں اور طرز تحریر نواب صاحب امیر والا جاہ مرحوم ومغفور سے خوب واقف ہیں۔ یہ خدمت دوسرے شخص سے ادا نہ ہو سکے گی اور جو دوسرا شخص اس خدمت کو انجام دے گا تو اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے کہ کمخواب میں ٹاٹ کا پیوند لگا دیا گیا۔ خدمت دلچسپ اس کی کما حقہ نہ ہوگی۔حضور پرنور سرکار عالیہ دام اقبالہا جلد از جلد مولوی محمد بشیر صاحب کے لیے حکم نافذ فرمایا جائے تا کہ اس تفسیر کو وہ مرتب کرنی شروع کردیں۔'' [مکاتیب نذیریہ:۱/۱۵۹]

اس مکتوب گرامی سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ شیخ الکل اپنے اس عالی مرتبت تلمیذ رشید کو کس درجہ وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

❀......اسی طرح مولانا محمد بشیر کے ایک دوسرے استاد گرامی شیخ حسین بن محسن یمانی ،علامہ شمس الحق عظیم آبادی کو ایک مکتوب گرامی میں لکھتے ہیں:

" و رحم الله أخانا العلامة محمد بشير ! فقد كان عالماً محققاً متمسكاً بالكتاب و السنة ـ "

[نزهة الخواطر :٨/٤٣٨]

''اللہ ہمارے بھائی علامہ محمد بشیر پر رحم فرمائے۔ بلاشبہ وہ عالم، محقق اور کتاب وسنت سے تمسک کرنے والے تھے۔''

❀......علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے علامہ محمد بشیر کا شمار حضرت میاں سید نذیر حسین کے درجہ اول کے تلامذہ کرام میں کیا ہے۔

[ملاحظہ ہو: غایۃ المقصود:۱/۵۹طبع دوم]

❀......علامہ سیّد رشید رضا مصری ''صیانۃ الإنسان'' کے مقدمے میں رقمطراز ہیں:

" كان الشيخ محمد بشير السهسواني رحمه الله تعالىٰ من فحول علماء الهند، و كبار رجال الحديث فيهم ، و من النظار الجامعين بين العلوم الشرعية و العقلية مع العمل بالعلم و التقوى و الصلاح ـ " [مقدمة صيانة الإنسان، ص:١٠]

''شیخ محمد بشیر سہسوانی ہندوستان کے علمائے فحول اور کبار محدثین میں سے تھے۔ یہ ان منتخب لوگوں میں سے تھے جو علوم شرعیہ وعقلیہ دونوں کے جامع تھے۔اس کے ساتھ ہی عالم باعمل ،تقویٰ شعار اور صالح تھے۔''

❀......مولانا حکیم عبدالحی حسنی اپنی مایہ ناز کتاب ''نزہۃ الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

" الشيخ الفاضل العلامة المحدث محمد بشير .... العمري السهسواني، أحد العلماء

المشهورين ببلادِ الهند .... و كان من كبار العلماء ، ورعاً صالحاً ، تقياً نقياً ، مفرط الذكاء ، جيد القريحة ، له مهارة تامة في أصول الفقه ـ"

[نزهة الخواطر : ٨/٤٣٧-٤٣٨]

"شیخ فاضل، علامہ، محدث محمد بشیر...... عمری سہسوانی، بلادِ ہند کے علماء مشاہیر میں سے ایک تھے...... بڑے علماء میں سے تھے۔ پرہیزگار، صالح، متقی، پاکیزہ شعار تھے۔ بہت ذہین اور عمدہ طبیعت کے مالک تھے۔ انہیں اصول فقہ پر مکمل مہارت حاصل تھی۔"

❀......مولانا حکیم عبدالباقی سہسوانی "حیاۃ العلماء" میں لکھتے ہیں:

"علامہ نحریر مولانا الشیخ محمد بشیر محدث فاروقی رحمہ اللہ بن حکیم محمد بدرالدین۔ آپ دودمانِ علم وحکمت کے مایۂ ناز خلف اور فضائل وکمالات میں یادگارِ سلف صالحین تھے۔ زمانۂ آخر میں مجدد دین برحق وامام عصر ومجتہدِ مطلق ہوئے۔"

[حیاۃ العلماء، ص:٩٠]

❀......مولانا ابویحییٰ امام خاں نوشہروی لکھتے ہیں:

"سہسوان کی سرزمین جو صدیوں سے علماء کی مہبط ہے۔ وہاں سے کسی ایسے صاحب علم کا ظاہر ہونا کچھ بعید نہ تھا، مگر ١٤ویں صدی کے اس بزرگ نے اپنے عہد کو جو زینت بخشی اس نے سہسوان کی گزشتہ عظمت کو اور بھی چار چاند لگا دیے۔"

[تراجم علمائے حدیث ہند: ١/٢٥١]

کردار وعمل کی ایک روشن مثال:

علامہ محمد بشیر کو اللہ نے ایک صاحبزادی اور ایک فرزند عطا فرمایا۔ فرزند ارجمند مولانا نذیر حسین ١٢٨٨ھ کو پیدا ہوئے۔ مولانا ممدوح نے اپنے صاحبزادے کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی اور تکمیلِ علم کے بعد رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دیا۔ تاہم شادی کے صرف ٦ ماہ بعد ١٧ برس کی عمر میں بتاریخ ٢٨ ربیع الاوّل ١٣٠٥ھ کو مولانا بشیر کے اکلوتے فرزند نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور بوڑھے باپ کو زخمِ جدائی دے گیا۔ ایک باپ کے لیے اپنے جواں سال بیٹے کی موت بہت بڑا سانحہ تھا۔ تاہم اسے ایک صابر وقانت مومن کی طرح برداشت کیا۔ صبر وشکر کی مثال یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ علامہ بشیر نے اس سے بھی بڑھ کر ایک بہت ہی روشن مثال قائم کی۔ اپنے اکلوتے فرزند کی بیوہ کی دوسری شادی کا انتظام وانصرام خود اپنے ہاتھوں انجام دیا۔ ربّ تبارک وتعالیٰ کی تقدیر پر صبر وعزیمت کی ایسی روشن مثال کم ہی ملے گی۔ وہ بھی اس دور میں جبکہ ہندوانہ رسوم ورواج کے غلبے سے خود مسلمان بھی نکاح بیوگان کو معیوب سمجھنے لگے تھے۔ علاّمہ موصوف نے جو کچھ کتابوں میں پڑھا اور اساتذۂ کرام سے سیکھا تھا اسے عمل کی دنیا میں پیش کر کے دکھا دیا۔

تصنیف وتالیف:

جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا گیا تھا کہ مولانا محمد بشیر بنیادی طور پر ایک مدرس کا مزاج رکھتے تھے اور ان کی پوری زندگی سلسلہ تدریس سے معمور بھی رہی لیکن انھی مصروفیات روز وشب میں مولانا محمد بشیر نے قابل قدر تصنیفی ذخیرہ بھی چھوڑا ہے۔

مولانا موصوف کی مشہور ترین تصنیف "صيانة الإنسان عن وسوسة الشيخ الدحلان" ہے۔ یہ کتاب شیخ احمد بن زینی دحلان مکی کی تردید میں ہے۔ اس کی تصنیف کا پس منظر یہ ہے کہ جب علاّمہ سہسوانی حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں مکہ مکرمہ کے شافعی مفتی شیخ احمد بن زینی دحلان سے مسئلہ توحید پر مناظرہ کیا۔ چونکہ یہ مناظرہ زبانی ہوا تھا، اس لیے وطنِ مالوف واپس پہنچنے پر اسے کتابی شکل میں مرتب کیا۔ اس کتاب میں عقیدے سے متعلق نہایت اہم مباحث قلمبند ہوئے ہیں۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ مطبع فاروقی دہلی سے طبع ہوئی تھی۔ علمائے نجد نے اسے کئی مرتبہ چھپوایا۔ اس کی ایک شاندار طباعت شیخ رشید رضا مصری کی توجہ خاص اور تقدیم کے ساتھ المنار پریس قاہرہ سے ١٣٥١ھ میں ہوئی ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ شیخ رشید رضا مصری کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے:

" و جملة ما يقال في هذا الكتاب أنه ليس رداً على الشيخ دحلان وحدهٗ ، و لا على من احتج بما نقله عنهم من الفقهاء مما لا حجة فيه كا لشيخ تقي الدين السبكي و الشيخ أحمد بن حجر

الهيتمي المكي، بل هو رد على جميع القبوريين و المبتدعين حتى الذين جاؤا بعده إلى زماننا هذا۔"

[مقدمة صيانة الإنسان :۱۲]

''اس کتاب کے بارے میں مختصراً کہا جاسکتا ہے کہ یہ صرف شیخ دحلان کا رد نہیں ہے اور نہ ہی صرف ان فقہاء کا رد ہے جن سے شیخ دحلان نے اپنے دلائل کو نقل کیا ہے، مثلاً: شیخ تقی الدین سبکی اور شیخ احمد بن حجر الہیتمی المکی، بلکہ یہ ان کے بعد آنے والوں اور ہمارے زمانے کے تمام قبر پرستوں اور بدعتیوں پر رد ہے۔''

اس گراں قدر کتاب کو اہلِ علم نے بنظرِ استحسان ملاحظہ کیا ہے۔ توحید پر لکھی جانے والی کتب میں اس کتاب کے بکثرت حوالے ملتے ہیں۔ علاّمہ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے بھی اس کے حوالے اپنی متعدد تحریروں میں دیے ہیں۔

الحمد للہ اس مبارک کتاب کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے۔ علامہ محمد بشیر کے اخلاف میں سے ایک بزرگ جناب عبدالمعید نقوی کی توجۂ خاص سے مولانا عبدالعظیم حسن زئی (استاذ جامعہ ستاریہ کراچی) نے اسے اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔ جناب عبدالمعید کے برادر بزرگ محترم ذہین احمد نقوی کے ایماء پر اس اردو ترجمے کا مسودہ بغرضِ نظر ثانی، تحقیق وتخریج اور طباعت، راقم الحروف کے زیرِ تصرف آ چکا ہے۔ اللہ ربّ العزت معاون و کارساز ہو تا کہ یہ علمی ذخیرہ جلد از جلد منصۂ شہود پر آ سکے۔ (آمین)

مولانا محمد بشیر رحمہ اللہ کی دیگر تصانیف:

۲ ...... البرهان العجاب في فرضية أمّ الكتاب۔

۳ ...... القول المحمود في ردّ جواز السود۔

٤ ...... رسالة في إثبات البيعة المروجة ۔

٥ ...... الحق الصريح في إثبات حيات المسيح ۔

٦ ...... القول المحكم في زيارة قبر الحبيب الأكرم

۷ ...... القول المنصور۔

۸ ...... إتمام الحجة علىٰ من أوجب الزيارة مثل الحجة المعروف بالسعي المشكور۔

۹ ...... جواز الأضحية إلىٰ آخر ذي الحجة۔

۱۰ ...... السيف المسلول۔

۱۱ ...... رسالة في تحقيق الربا۔

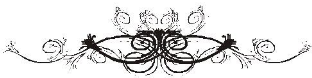
تلامذہ:

علامہ فاضل سہسوانی رحمہ اللہ کی خدمتِ تدریس کے نتیجے میں طلاب علم کا ایک جمِّ غفیر مستفید ہوا۔ جن کا احاطہ اب ناممکن ہے۔ تاہم جن علمائے اعلام کے اسمائے گرامی سے آ گاہی ہو سکی وہ حسبِ ذیل ہیں:

شیخ ابوعبدالرحمان اسحاق بن عبدالرحمان بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب نجدی، مولانا سیّد امیر احمد سہسوانی، مولانا حکیم مظہر علی سہسوانی (برادرِ صغیر)، مولانا حافظ عبدالوہاب نابینا دہلوی، شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ دہلوی، مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی، مولانا حکیم عبدالباقی سہسوانی، مولانا سیّد اعجاز احمد معجز سہسوانی، مولانا عبدالستار عمر پوری، مولانا عبدالرحمان (ڈوکم) بستوی، مولانا محمد عثمان علی گڑھی، مولانا محمد تقی سہسوانی، مولانا محمد اسماعیل سہسوانی، مولانا عبدالصمد بستوی، حکیم مبارک علی اکبر آبادی، حکیم معصوم علی اکبر آبادی............ رحمۃ اللہ علیہم

علالت ووفات:

مولانا محمد بشیر قیام دہلی میں بیمار ہوئے اور مختصر سی علالت کے بعد ۲۹ جمادی الأخری ۱۳۲۶ھ کو خلد بریں کی راہ لی اور اپنے عالی قدر استاد سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے جوار میں شیدی پورہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ مولانا نظر احمد سہسوانی نے ''قد دخل الجنۃ بغیر حساب'' سے تاریخِ وفات نکالی۔



مولانا محمد شفیع کو صدمہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع قصور کے امیر مولانا محمد شفیع کے بڑے بھائی میاں محمد موسیٰ ۲۲ فروری ۲۰۱۰ء بروز پیر وفات پا گئے۔ احباب سے مغفرت کی دعاؤں کی درخواست ہے۔ ان کی نماز جنازہ حافظ محمد اسماعیل میر محمدی حفظہ اللہ نے پڑھائی۔ [حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی]

تبصرۂ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

اسلامی تاریخ کے دلچسپ اور ایمان آفریں واقعات

مؤلف: ابومسعود عبدالجبار سلفی
ضخامت: ۳۸۴صفحات قیمت: درج نہیں
ناشر: الہادی للنشر والتوزیع، اردو بازار لاہور
تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمارے اسلاف کو وہ کردار بخشا کہ تاریخ اُن کے ایمان افروز واقعات کو اپنے دامن میں سمیٹ کر ان کو محفوظ رکھنے پر مجبور ہوگئی کہ یہ واقعات قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب میں ابومسعود عبدالجبار صاحب نے انہی تاریخی اور دلچسپ واقعات کو اس کتاب میں جمع کیا ہے۔ یہ واقعات جہاں دلچسپی کا سامان لیے ہوئے ہیں وہاں اپنے اندر ادب کی چاشنی لیے ہوئے بھی ہیں۔

جس کتاب سے واقعہ لیا گیا ہے اس کتاب کا حوالہ درج ہے۔ واقعات تاریخی لحاظ سے صحیح اور عام قارئین کے لیے معلوماتی ہونے کے ساتھ ایمانی حرارت پیدا کرنے کے لیے بھی مفید ہیں۔ جہاں آج کل ناول یا ڈائجسٹوں سے ہمارے طلباء وطالبات جھوٹی کہانیاں پڑھتے ہیں وہاں انہیں تاریخی و سچی نوعیت کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ کتاب کا ٹائٹل خوب صورت اور مضبوط جلد ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ ہے۔

بدعت اور اس کی اقسام

تالیف: الشیخ صالح بن فوزان الفوزان
ضخامت: ۳۲صفحات قیمت: درج نہیں
ناشر: عبداللہ حنیف ملتان۔ فون 0300-6301040
تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

زیر تبصرہ کتابچہ بدعت اور اس کی اقسام پر مشتمل ہے۔ اصل عربی میں تھا جس کا اردو ترجمہ وتخریج کا کام حافظ ریاض احمد عاقب نے کیا ہے۔ اس رسالے میں بدعات ورسومات کی تعریف بتائی گئی ہے اور ان سے بچنے اور جہنم سے آزادی کے لیے سنت رسول ﷺ اپنانے کی تاکید کی گئی ہے۔

دورِ حاضر کی بدعات پر بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ بدعات کے متعلق یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کون سی بدعت کہاں سے ایجاد ہوئی اور کس نے اس کو رائج کیا۔ یہ چھوٹا سا رسالہ بدعات کو جانچنے کے لیے بڑا مفید ہے۔ حافظ ریاض احمد عاقب مدرس جامعہ ابن القاسم الاسلامی بوسن روڈ ملتان سے یہ منگوایا جاسکتا ہے۔

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کا مفت لٹریچر

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور حضرت مولانا محمد یٰسین راہی حفظہ اللہ کی سرپرستی میں دین اسلام کی خدمت ایک طویل عرصے سے انجام دے رہا ہے۔ تبلیغی نکتہ نظر سے انہوں نے اب تک بے شمار اشتہارات اور پمفلٹ وکتب جو مختلف عنوانات پر مشتمل ہیں، دین کے طالبوں کو مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ درج ذیل موضوعات پر ان کے ادارے نے تقسیم کے لیے یہ اعلان بھیجا ہے۔

① ......طلاق: ۴۸صفحات پر مشتمل طلاق کے موضوع پر حکیم محمد اسرائیل ندوی کا مرتب کردہ کتابچہ ہے۔ اس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ طلاق کا بیان ہے۔ طلاق کے مسئلے کو سمجھنے کے لیے اور سنت کے مطابق طلاق کے طریقے کو جاننے کے لیے یہ کتابچہ نہایت مفید ہے۔

② ......انسان اپنی زندگی میں عمداً یا غیر عمداً صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوجاتا ہے۔ بعض گناہ اس کی اخروی زندگی کے لیے انتہائی مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر توفیق دے تو انسان اپنے اللہ سے سچی توجہ کر کے اپنے گناہوں کو معاف کروا سکتا ہے۔ اس ۴۸ صفحات کے رسالہ میں توبہ کے معنی حقیقت، فضیلت، اور شرائط بیان کی گئی ہیں۔ کراچی میں شیخ محمد الیاس (دوائی والے) شکیل ٹریڈرز، کچھی گلی نمبر ا، کراچی سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔

③ ......گانا بجانا، سننا اور قوالی اسلام کی نظر میں: امام ابن تیمیہ حرانی رحمہ اللہ سے بعض احباب نے فتویٰ طلب کیا تھا کہ سماع یعنی گانا بجانا یا قوالی وغیرہ سننا کیسا ہے؟ اس کے جواب میں امام موصوف رحمہ اللہ نے بڑا ایمان افروز اور مدلل فتویٰ عنایت فرمایا تھا جس کا ترجمہ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی نے کیا تھا۔ یہ پمفلٹ ۴۸صفحات پر مشتمل ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ ہے۔ ٹائٹل کارڈ کور مگر نہایت خوب صورت اور جاذب نظر ہے۔

④ ......قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب: فوت شدگان کے ایصالِ ثواب کے لیے کن امور کو انجام دینا چاہیے یا کن امور سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مولانا مختار احمد ندوی نے اس کا مفصل جواب تحریر فرمایا ہے۔ یہ اپنے موضوع پر بڑا جاندار رسالہ ہے جو ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ضرورت مند مفت طلب کرسکتے ہیں۔

نازک مزاجِ شاہاں تابِ سخن ندارد

سیاہ رات کی روداد برملا نہ کہو
شہنشہوں کی خطاؤں کو بھی خطا نہ کہو

مری طرف سے معیشت کے غاصبوں کو سلام
ڈرو خدا کے غضب سے انہیں خدا نہ کہو

یہ احتساب بہرحال ٹل ہی جائے گا
خزاں کے دور میں افسانۂ صبا نہ کہو

قلم کے اور بھی مصرف ہیں اس زمانے میں
بہ پیش تاج شہی حرفِ ناروا نہ کہو

صداقتوں کی روایات طاق پر رکھو
مسافروں سے ابھی جورِ ناخدا نہ کہو

غریب شہر کو بھی احتجاج کرنے دو
فقیہ شہر کو رندوں کا پیشوا نہ کہو

ہر ایک گام پہ آنکھیں بچھا رہے ہو تو کیا
ہر ایک بات پہ احسنت و مرحبا نہ کہو

بہت دنوں کی کشاکش سے میں نے سیکھا ہے
ہزار بات کرو ، دل کا مدّعا نہ کہو

زباں کی ساکھ سبک ہو رہی ہے ہونے دو
حرام خور ادیبوں کو رہنما نہ کہو

چمن میں موسم گل ہو تو آشنا ہیں بہت
قفس میں رہ کے کسی کو بھی آشنا نہ کہو

ظفر علی کی روش پر چلے چلو شورش
جو لوگ ذلّہ رُبا ہیں انہیں خدا نہ کہو

[شورش کاشمیری]